بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

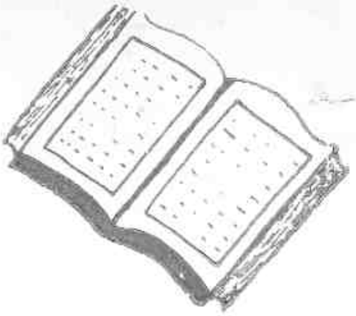

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

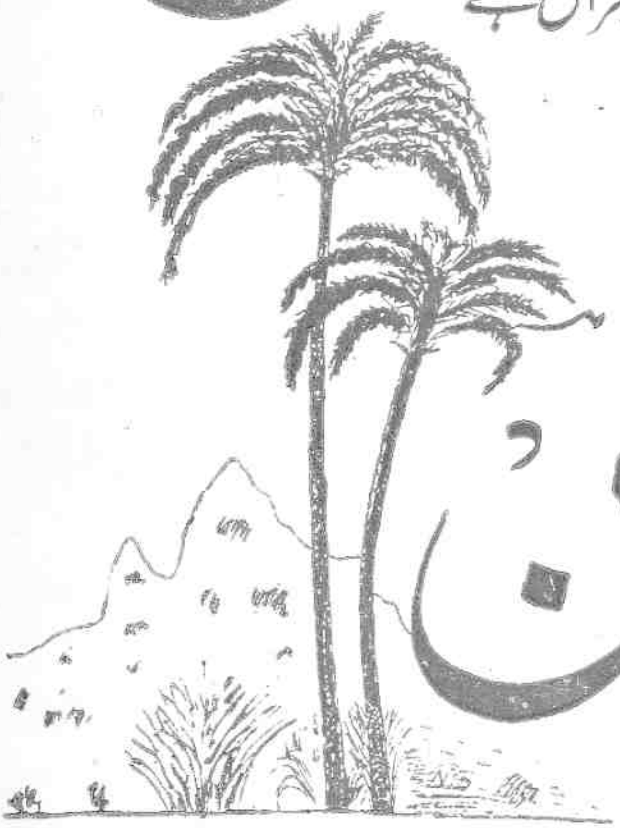

اگست ۱۹۶۰

الفرقان

حدیث نبوی

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه و سلم الساعی علی الارملة والمساکین کالمجاهد فی سبیل الله و کالذی یصوم النهار و یقوم اللیل (الادب المفرد)

ترجمہ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیواؤں اور مساکین کی بھلائی کے لئے کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ یا اسکی مانند جو دن کو روزہ دار ہے اور رات کو تہجد گزار۔

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری
ربوہ۔ پاکستان

سالانہ قیمت
پاکستان وبھارت: چھ روپے
دیگر ممالک: بارہ شلنگ
فی کاپی: آٹھ آنے

ایک مخلصانہ تجویز

"الفرقان" کے دس سالہ دَور میں لائف ممبر بننے کی درخواست

"ہم خرما و ہم ثواب" کا بہترین موقعہ

رسالہ الفرقان ایک تبلیغی رسالہ ہے اسے کبھی بھی تجارتی لائنوں پر نہیں چلایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مادی خسارہ کے باوجود اسے جاری رکھا گیا ہے۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے کہ جہاں تک میری طاقت ہے مَیں زندگی بھر اس رسالہ کے ذریعہ بھی قرآن مجید اور اسلام کی خدمت کرتا رہونگا انشاء اللہ۔ پس ظاہر ہے کہ ان حالات میں جو احباب کسی طرح سے بھی میرے ساتھ تعاون فرماتے ہیں ان کیلئے میرے دل سے دُعا نکلتی ہے۔

گزشتہ دنوں بعض مخلص احباب کے مشورہ سے رسالہ کو بہتر بنانے کیلئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے کہ رسالہ کے جو بہی خواہ خریدار استطاعت رکھتے ہوں وہ دس سال کا چندہ پیشگی ادا فرمادیں تا رسالہ کے لئے کاغذ وغیرہ کی ضروریات سے گونہ فراغت کے بعد دس سالہ دَور کیلئے رسالہ کو اور بہتر مضامین، مزید صفحات اور عمدہ ٹائیٹل سے شائع کرنے کا پورا پورا اہتمام کیا جاسکے۔ اِس تجویز پر عمل کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کرنے کیلئے رسالہ میں دس سال تک متواتر ان کے اسماء گرامی بغرض تحریک دعا شائع ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ دس سال تک رسالہ بھی ان احباب کو ملتا رہے گا۔ یہ تحریک جب سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش ہوئی تو آپ نے ۲۷/۷/۶۰ کو تحریر فرمایا:۔

"بے شک میرا نام شامل کر دیں میں پچاس روپے انشاء اللہ ادا کردوں گا۔ مرزا بشیر احمد"

اس ارشاد اور پچاس روپے کے چیک سے مجھے بہت تقویت حاصل ہوئی۔ جزاہ اللہ خیراً۔ دوسرے بزرگ اور احباب کرام بھی اس تحریک میں جس طرح تعاون فرما رہے ہیں وہ بھی بہت حوصلہ افزا ہے۔ اس کا اندازہ اس فہرست معاونین خاص سے ہو سکتا ہے جو رسالہ میں دوسری جگہ حسبِ وعدہ شائع ہو رہی ہے۔

آپ بھی اگر رسالہ الفرقان کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو استطاعت بخشی ہے تو آپ بھی معاونین خاص میں شمولیت فرمائیں جس کے لئے دس سال کا زرِ اشتراک پیشگی ادا کرنا لازمی ہے (آپ دسمبر ۶۰ء تک قسط وار ادائیگی کے تحریری وعدہ پر بھی دس سالہ دَور کیلئے لائف ممبر بن سکتے ہیں)

دس سالہ چندہ کے معاوضہ میں آپکو دس سال تک رسالہ بھی ملیگا اور دفتر اور آپ وی پی کرنے اور وصول کرنے کی زحمت سے بچ جائینگے۔ رسالہ کو استحکام حاصل ہوگا اور آپ کے لئے اہلِ دل حضرات سے ایکسو بیس مرتبہ درخواستِ دعا کی جائیگی۔ علاوہ ازیں ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے رسالہ کی قیمت چھ روپے سالانہ ہونے والی ہے مگر جو احباب دس سال کا پیشگی چندہ ادا فرمادیں گے انہیں پچاس روپے میں ہی دس سال تک رسالہ ملیگا۔ گویا مادی طور پر بھی انہیں دس روپے کا فائدہ رہیگا۔ پس یہ "ہم خرما و ہم ثواب" کا ایک بہترین موقعہ ہے۔

خاکسار خادم ابو العطاء جالندھری

۲/اگست ۱۹۶۰ء

ایک ضروری اعلان

ادارۂ الفرقان نے شروع سے یہ طریق رکھا ہے کہ درویشانِ کرام کے اعزاز اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر وہ ان سے رسالہ کی **نصف قیمت** وصول کریگا۔ **دس سالہ دَور کے لئے لائف ممبر** بننے کے لئے بھی ان کو نصف رقم یعنی صرف **پچیس روپے** ادا کرنی لازمی ہے۔ یہ رعایت صرف ہمارے دائمی مرکز میں دھونی رمانے والے احباب کے لئے ہے۔

مینیجر الفرقان۔ ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۰ شمارہ ۸	الفرقان ۔ ربوہ (پاکستان)	صفر المظفر ۱۳۸۰ ہجری اگست سنہ ۱۹۶۰ء

ادارۂ تحریر :۔ مدیر مسئول ابو العطاء جالندھری

نائبین :۔ (۱) چودھری محمد شریف خالد ایم ۔ اے (۲) مولوی غلام باری سیف مولوی فاضل

مندرجات

عنوان مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
• پاکستانی عیسائیوں کو روحانی مقابلہ کی دعوت	ایڈیٹر	ص۲
• غالب کون ہوگا ۔ اشتراکیت یا اسلام (مسٹر خروشیف کا ساری دنیا کو چیلنج)	حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے مدظلہ العالی	ص۶
• مخالف علماء سے خطاب (ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)		ص۸
• بائبل کا "وہ نبی" اور اس کا اصل مصداق	جناب مسعود احمد صاحب دہلوی بی ۔ اے	ص۹
• یادِ قادیان (نظم) ———	جناب کیپٹن ملک غلام حسین صاحب	ص۲۵
• کرم آباد کا عبرتناک منظر ———	جناب مولوی غلام باری صاحب سیف	ص۲۶
• روئے نیاز (نظم) ———	جناب مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم	ص۲۸
• ایڈیٹر کی ڈاک ———	احباب کے خطوط	ص۲۹
• شذرات ———	ایڈیٹر	ص۳۲
• تردید بہائیت ——— "جواب گذارش"	"	ص۳۳
• اہلِ بہاء کیلئے چند قابلِ غور حقائق	جناب مولوی صدر الدین صاحب	ص۳۵
• بہائیوں کو "مذہبی کانفرنس" کی دعوت	ایڈیٹر	ص۳۹
• بہائی شریعت کے دکھانے سے اہلِ بہاء کی بے بسی	جناب صوفی محمد رفیع صاحب سکھر	ص۴۰
• سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کے دو واقعات	حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب	ص۴۱
• ہمارے معاونین خاص ———	ادارہ	ص۴۳
• البیان (ایک رکوع کا ترجمہ و تفسیر)	ابو العطاء	ص۴۵

اشتراکیت کی تردید میں مقالہ جات

اس وقت اسلام کے مقابلہ پر دجّال اور یاجوج و ماجوج کی طاقتیں برسرِ پیکار ہیں ۔ انکی قوتیں اور تبلیغی حربے پورے زور سے کام کر رہے ہیں ۔ عیسائیت ایک طرف اور اشتراکیت دوسری طرف اسلام کو مٹانے کیلئے میدانِ عمل میں ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت سے مسیح موعودؑ کی غریب جماعت کو اسلام کی طرف سے دفاع کیلئے مقرر کیا ہے اور نبوی پیشگوئی "والعقوۃ علیہ یومئذ بالقرآن" کے مطابق ان دجالی طاقتوں کو پاش پاش کرنے کے لئے اسے قرآنی ہتھیاروں سے مسلح فرمایا ہے ۔ میں حضرت سلطان القلم کے انصار و اتباع سے پُرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ موجودہ اشتراکیت یا کمیونزم کے متعلق الفرقان میں اشاعت کیلئے اپنے قیمتی مقالہ جات ارسال فرمائیں ۔ جلد توجہ فرمائیے ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ایڈیٹر ۔ الفرقان ۔ ربوہ

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کی یاد میں خاص نمبر

سلسلہ احمدیہ کے عالم اجل اور ہمارے مشفق استاذ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر تیس برس بیت چکے ہیں مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ابھی تازہ واقعہ ہے ۔ آپ کی خدماتِ دینیہ و حالاتِ زندگی کو یکجا شائع کرنے کے لئے رسالہ الفرقان دسمبر سنہ ۶۰ء میں اپنا خاص نمبر شائع کر رہا ہے ۔ جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس نمبر کیلئے اپنے مشاہدات و تاثرات قلمبند فرما کر جلد ارسال فرما کر ممنون فرما دیں ۔ (ایڈیٹر الفرقان ۔ ربوہ)

رسالہ "مسیحی خادم" کا جواب

پاکستانی عیسائیوں کو روحانی مقابلہ کی دعوت

بیماروں کی شفایابی کے مقابلہ پر ان کا اعتراض اور اس کا جواب

مشہور عیسائی مبلغ ڈاکٹر بلی گراہم کو اپنے افریقہ کے دورہ میں احمدی مبلغین کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دلائل وبراہین کے میدان کے علاوہ انہوں نے بیماروں کی شفایابی کے روحانی مقابلہ میں آنے سے بھی گریز کیا۔ اتنے بڑے نمائندہ عیسائی مبلغ کی اس ناکامی کے چرچا سے چرچ میں بڑی پریشانی پیدا ہو رہی ہے۔ پاکستانی عیسائیوں کا اندازِ فکر اور اسلوبِ جواب بالکل نرالا ہوتا ہے۔ اس صاف اور واضح بیان پر عیسائی رسالہ "مسیحی خادم" گوجرانوالہ کے ایڈیٹر صاحب "ڈاکٹر بلی گراہم کو احمدیوں کے چیلنج کا ڈھونگ" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:۔

"احمدی ان دنوں یہ ڈھونگ رچا رہے ہیں کہ احمدی مبلغوں نے ڈاکٹر بلی گراہم کو شفایابی کی دعا کے مقابلے کا چیلنج کیا اور ڈاکٹر صاحب ان کے مقابلے میں بے بس ہو گئے۔ ہم حیران ہیں کہ جس فرقہ کے لیڈر کیلئے ہر روز الفضل اور الفرقان وغیرہ احمدی جرائد میں صحت کے لئے قوم سے درخواست کی جائے وہ دوسروں کو دعا کے مقابلے کا چیلنج خاک دیں گے۔ کوئی دن ایسا نہیں جب خلیفہ بشیر الدین محمود کی صحت کے لئے دعا کی درخواست نہ کی گئی ہو۔ جس قوم کا روحانی پیشوا اپنی جسمانی صحت کی بحالی کے لئے اپنے مریدوں کی متواتر دعاؤں کا محتاج ہو اس کے مرید کس منہ سے ایسا چیلنج دے سکتے ہیں۔ احمدی مبلغوں کی متواتر دعائیں خلیفہ صاحب کے روگ تو ہٹا نہ سکیں وہ دوسرے بیماروں کی شفایابی کی دعا کیا کریں گے۔ خلیفہ صاحب کے لئے دعا کی خاص درخواست کے لئے خلیفہ صاحب کے بھائی کا مضمون الفرقان ربوہ بابت ماہ جون ۱۹۶۰ء صفحہ ۲ تا صفحہ ۵ تک پڑھیے۔ ہم دوسرے ممالک کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پاکستان ہی کو لیجئے۔ پچھلے اور اس سال کے شروع میں مسز داؤد صاحبہ نے پشاور، گوجرانوالہ اور کراچی میں شفایابی کی دعا کی مجالس منعقد کیں جس میں مسیحیوں کے علاوہ غیر مسیحی بھی ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ ان کی موجودگی میں احمدیوں کے کسی مبلغ کو انہیں چیلنج دینے کا خیال نہ آیا اور نہ ہمت پڑی۔ بہتر ہوتا اگر پاکستان کے احمدی انہی خواتین مسز داؤد کو ایسا چیلنج دیتے یا انکے مقابلے میں اسی قسم کی مجالس منعقد کر کے احمدیت کے اقتدار اور اثر میں اضافہ کر لیتے۔ ڈاکٹر بلی گراہم ایک مبلغ ہیں اور ان کے پیغامات کے عالمگیر اثر کے بابت ان کے بدترین دشمن کو بھی انکار

کی گنجائش نہیں۔ کاش کہ ڈاکٹر صاحب کو چیلنج کرنے والے کسی وقت میں اپنی دعاؤں سے اتنا اثر پیدا کرتے جتنا ڈاکٹر صاحب کے پیغامات سے ہوتا ہے۔ احمدی بڑھا نکلنے کے عادی ہیں اور بودی باتیں کہکر عوام میں سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ہم اس دن کے منتظر رہیں گے جب احمدی مبلغ مسٹر داؤد کی طرح ہزاروں کی تعداد میں عوام کو شفایابی کے لئے دعوت دیں اور عوام کی صحت یابی کی مثالیں پبلک کے سامنے پیش کریں۔ کیا الفرقان کے کہنہ مشق مبلغ ہمیں بہت دیر تک انتظار میں رکھیں گے؟"

(مسیحی خادم بابت اگست ۶۰ء ص ۲۲)

اس طویل عبارت میں عیسائیوں کے مخصوص انداز خطاب میں دو اعتراض کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ جب احمدیوں کی دعاؤں سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کو ابھی تک کامل شفا نہیں ہوئی تو وہ کیا حق رکھتے ہیں کہ عیسائیوں کو شفایابی کے مقابلہ کا چیلنج دے سکیں؟ دوم یہ کہ مسٹر داؤد کو پاکستان کے احمدیوں نے گزشتہ دنوں ایسے مقابلہ کا چیلنج کیوں نہ دیا جو پاکستان کے بعض شہروں میں شفایابی کی دعائی مجالس منعقد کرتی رہی ہیں۔

اوّل الذکر اعتراض پڑھ کر ہمیں خدائی مصلحتوں کو نہ جاننے والے یہودیوں کا وہ استہزا یاد آگیا جو انہوں نے حضرت مسیح سے کیا تھا۔ لکھا ہے:۔

"اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں کے ساتھ مل کے آپس میں ٹھٹھے سے کہتے تھے اس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ اسرائیل کا بادشاہ مسیح اب صلیب پر سے اُتر آئے تاکہ ہم دیکھ کر ایمان لائیں۔"

(مرقس ۱۵/۳۱-۳۲)

نادان لوگ انبیاء اور صلحاء کی تکالیف کو دیکھکر اپنی جہالت کی بناء پر ان پر ہنستے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ دوست والا سلوک کرتا ہے۔ وہ عام طور پر ان کی دعاوں کو بکثرت سنتا ہے۔ بالخصوص جب دشمنانِ حق سے مقابلہ ہو تو وہ ضرور اہلِ حق کی ہی سنتا ہے اور انہیں امتیاز بخشتا ہے۔ لیکن عام حالات میں کبھی کبھی وہ اپنے مقربوں سے اپنی بھی منواتا ہے اور ان کی استعدادِ صبر و شکرگزاری کے ظاہر کرنے کے لئے انہیں مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ نادان خیال کرتے ہیں کہ اس مصیبت سے یہ صالحین تباہ ہو جائیں گے مگر ان کا ارحم الراحمین آقا ان پر مصیبت اسلئے لاتا ہے تا ان کو اور بھی ترقی دے اور ان کی قربانی اور صبر سے ان کے درجات اور بھی بلند ہوں اور دشمن خدا کی قدرت کا نظارہ دیکھ سکیں۔ کیونکہ درحقیقت جملہ انبیاء و صلحاء کا مشترک مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کا اثبات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ دعا خود ایک عبادت ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر تمہیں جوتی کے تسمے کی ضرورت ہو تو وہ بھی اپنے خدا سے مانگو۔ چونکہ عیسائی صاحبان دعا پر یقین نہیں رکھتے اسلئے انہیں اس پر استہزاء سوجھتا ہے کہ احمدی لوگ اپنے امام ایدہ اللہ بنصرہ کی صحتیابی کے لئے بکثرت دعائیں کرتے ہیں۔

رسالہ مسیحی خادم کے مدیر صاحب کے لئے مناسب نہ تھا کہ وہ ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کی موجودہ

بیماری کا تذکرہ اس دل آزار طریق پر کرتے کیونکہ ان کو بائیبل کے رُو سے خود مسلّم ہے کہ بعض انبیاء تک کو لمبی بیماری اور شدّت کی مرض کے امتحان میں سے گزرنا پڑا ہے۔ نادان ان کو ان کی بیماری پر طعنے بھی دیتے تھے۔ مگر وہ خدا کے صابر و شاکر بندے تھے۔ بائیبل میں حضرت ایوبؑ کی کتاب کے بیانات اس بارے میں واضح ہیں۔ حضرت ایوبؑ کہتے ہیں کہ:۔

(الف) "میرا بدن کیڑوں اور خاک کے
ڈھیلوں سے ملبس ہے۔ میرا چمڑا سمٹ
جاتا اور پھر گل جاتا ہے۔" (ایوب ۷/۵)

(ب) "یہاں تک کہ میری جان پھانسی چاہتی
اور موت کو اس زندگی سے بہتر جانتی ہے
میں سوکھتا جاتا ہوں میں ہمیشہ کو جیتا نہ
رہوں گا۔" (ایوب ۷/۱۵)

بائیبل کہتی ہے کہ ایسی شدید بیماری اور انتہائی تکلیف کے باوجود حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کا شکوہ نہیں کیا۔ بلکہ صبر سے دُعا کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی سُنی اور اُن کی بیماری اور دُکھ کو دُور کر کے اُنہیں صحت والی بابرکت لمبی زندگی عطا فرمائی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"خداوند نے ایوب کے آخر عمر میں ابتدا
کی نسبت سے بہت برکت عطا کی۔"

(ایوب ۴۲/۱۲)

پس ہم اپنے امام ایدہ اللہ بنصرہ کی کامل صحتیابی کے لئے دعا کرنے میں مصروف ہیں کیونکہ دعا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اپنے ارحم الراحمین آقا سے امیدوار ہیں کہ وہ اپنے فضل سے ہماری التجا کو سُنے گا۔ بہرحال ہم اس کے صابر و شاکر بندے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس پر چلنے کی ہمیں تلقین کی گئی ہے باقی اختیار اور اقتدار اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے اور اسی کی مرضی ہر حال میں پوری ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی ان دعاؤں کی قبولیت میں تاخیر ہونے پر اعتراض کرنے والے عیسائیوں کا خود تو یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیحؑ نے مُنہ کے بل گر کر اور رو رو کر اور آنسو بہا بہا کر دعائیں کیں کہ اُن سے پیالہ ٹل جائے (متی ۲۶/۳۸-۳۹ و عبرانیوں ۵/۷) مگر بقول عیسائیوں کے ان کی یہ دعا قبول نہ ہوئی اور صلیبی موت کا پیالہ نہ ٹلا۔

بات یہ ہے کہ دعا دو طرح سے ہوتی ہے۔ (۱) دشمنوں کے بالمقابل دین کی صداقت کا معیار قرار دیکر۔ اس دعا کی صورت میں اللہ تعالےٰ ہمیشہ اپنے مومنوں کو امتیاز دیتا ہے اور اس طرح اپنے مقربوں کی عزت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ حضرت احمد علیہ السلام اور آپ کے سچے اتباع کی درد بھری دعاؤں کا ہی اثر ہے کہ عیسائیت سمٹتی جا رہی ہے اور اسے جگہ بہ جگہ زک نصیب ہو رہی ہے (۲) بلا مقابلہ اپنے طور پر دعا۔ اس دعا میں اللہ تعالےٰ ہر شخص کی حسب حالات سنتا ہے۔ مومنوں کی زیادہ سُنتا ہے مگر وہ دوست آقا ہے غلام نہیں اسلئے کبھی کبھی اپنی قضا و قدر کے فیصلوں پر راضی رکھنے کے لئے مومنوں کی دعا کو ظاہری شکل میں قبول نہیں فرماتا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ۲۵ رمئی ۱۸۹۳ء کو عیسائیوں سے مباحثہ "جنگِ مقدس" کے موقعہ پر اعلان فرمایا تھا کہ:۔

"اب اس مقام پر ایک سچی گواہی میں دینا
چاہتا ہوں جو میرے پر فرض ہے۔ اور
وہ یہ ہے کہ میں اس اللہ تعالےٰ پر ایمان
لاتا ہوں کہ جو بجز قادرِ مطلق نہیں بلکہ
حقیقی اور واقعی طور پر قادرِ مطلق ہے
اور مجھے اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے
خاص مکالمہ سے شرف بخشا ہے اور مجھے

اطلاع دیدی ہے کہ میں جو سچا اور کامل
خدا ہوں میں ہر ایک مقابلہ میں جو
روحانی برکات اور سماوی تائیدات
میں کیا جائے تیرے ساتھ ہوں اور
تجھ کو غلبہ ہوگا"

(جنگ مقدس ص۲۴ طبع اول)

اُس وقت تو پادری صاحبان اس روحانی مقابلہ کے لئے آمادہ نہ ہوسکے تھے بلکہ انہوں نے پیٹھ دکھائی تھی اب اگر عیسائی قوم تیار ہو کہ اس طرح روحانی برکات اور سماوی تائیدات کا مقابلہ ہو اور ظاہر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و برکت اسلام کے سچے علمبرداروں کے ساتھ ہے یا عیسائی گروہ اس کی تائید و برکت کا مورد ہے تو آج بھی بآسانی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ یہ روحانی مقابلہ کسی صورت سے شعبدہ بازی کے رنگ میں نہیں ہوگا۔ اس کام کو کرنے والے تو دہریہ بھی موجود ہیں جو محض تمرین و مشق سے ایسے شعبدے دکھاتے پھرتے ہیں۔ یہ مقابلہ عیسائیت کے علمبرداروں اور ان کے مسلّم نمائندگان سے ہوگا۔ ہاں انہیں اختیار ہوگا کہ وہ اپنے گروہ میں مسز داؤد یا مسز موسیٰ کو بھی شامل کرلیں۔ واضح رہے کہ یہ چیلنج بازی کا مقام نہیں۔ یہ تو **خوفِ خدا کا مقام ہے۔ ہم پاکستان کے عیسائی صاحبان کو اللہ تعالیٰ کے نام پر اس روحانی مقابلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔**

روحانی مقابلہ میں بیماروں کی شفایابی کے سلسلہ میں پادری صاحبان جن بیماروں کو شامل کرنا چاہتے ہیں انہیں شامل کر لیا جائے گا۔ کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر نصاریٰ سے ایسا مقابلہ ہو جائے تو خدا تعالیٰ اپنی غیر معمولی نصرت و قدرت اور صفت شافی کے خاص اظہار کے لئے بہر حال جماعت احمدیہ کو غلبہ دے گا اور امتیاز بخشے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی خاص تقدیر سے ہمارے حصہ کے بیماروں کو غیر معمولی رنگ میں صحت و عافیت عطا فرمائے گا۔ کیا عیسائی صاحبان قیل و قال کی بجائے صحیح طریق پر اس روحانی مقابلہ کے لئے آمادہ ہونگے؟

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مخالف علماء سے خطاب

"بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو۔ کچھ تو خدا کا خوف بھی کرو۔ یہی باتیں ہیں جنہوں نے نصاریٰ کی قوم کو جرأت دلادی اور انہوں نے تمہاری قوم کا ایک بڑا حصہ گمراہ کر ڈالا۔

تمہیں کب خبر ہوگی جب سارا گھر لُٹ چکیگا؟ تم میرے ساتھ دشمنی نہیں کرتے مگر اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہو۔ میں نے کونسی انوکھی بات کہی تھی۔ میں تم سے کیا کچھ مانگتا ہوں۔ پھر مجھ سے عداوت کی کیا وجہ۔ کیا اسلئے کہ میں کہتا ہوں کہ ایک ہی کامل الصفات ذات ہے، جو عبادت کے قابل ہے۔ اس کے صفات کسی انسان کو نہ دو۔ کیا اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ دنیا میں ایک ہی کامل انسان گذرا ہے جس کا نام محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیا اسلئے کہ میں کہتا ہوں کہ مسیح کے درجات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سے ہرگز نہ بڑھاؤ۔ اس لئے کہ وہ ان صفات سے ہرگز موصوف نہیں جن سے موصوف تم مانتے ہو۔ خدا کے لئے سوچو! یہ یاد رکھو کہ آخر مرنا ہے اور خدا کے حضور جانا ہے"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ص۲۱۳)

غالب کون ہوگا۔ اشتراکیت یا اسلام؟

مسٹر خروشیف کا ساری دُنیا کو چیلنج

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی۔ ربوہ)

آجکل اشتراکی روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشیف خاص طور پر جوش میں آکر گرج اور برس رہے ہیں ہمیں ان کے سیاسی نعروں سے کوئی سروکار نہیں وہ جانیں اور ان کے مغربی حریف برطانیہ اور امریکہ۔ گو طبعاً ہمیں مغربی ممالک سے زیادہ ہمدردی ہے کیونکہ ایک تو وہ ہمارے اپنے ملک پاکستان کے حلیف ہیں اور دوسرے جہاں برطانیہ اور امریکہ کم از کم خدا کی ہستی کے قائل ہیں وہاں روس نہ صرف کٹر قسم کا دہریہ ہے بلکہ نعوذ باللہ خدا پر ہنسی اڑاتا اور مذہب کے نام و نشان تک کو دنیا سے مٹانا چاہتا ہے۔

لیکن اس وقت جو خاص بات میرے سامنے ہے وہ مسٹر خروشیف کا وہ اعلان ہے جو ۷ جولائی ۱۹۶۱ء کے اخبار وں میں شائع ہوا ہے۔ اس اعلان میں مسٹر خروشیف اپنے مخصوص انداز میں دعویٰ کرتے ہیں کہ بہت جلد اشتراکی جھنڈا ساری دنیا پر لہرانے لگے گا اور اشتراکیت عالمگیر غلبہ حاصل کرے گی۔ چنانچہ اس بارے میں اخباری رپورٹ کے الفاظ درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

"آسٹریا ۶ جولائی۔ روسی وزیر اعظم مسٹر خروشیف نے منگل کے دن یہاں کہا کہ مجھے کمیونسٹ ملک کے سوا کسی دوسرے ملک میں جا کر کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ آپ نے مزید کہا کہ میں ساری دُنیا پر اشتراکی جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں اور مجھے اُس وقت تک زندہ رہنے کی خواہش ہے۔ **مجھے توقع ہے کہ میری اِس خواہش کی تکمیل کا دن دُور نہیں**"

(نوائے وقت لاہور ۷ جولائی ۱۹۶۱ء)

خواہش کرنے کا ہر شخص کو حق ہے مگر ہم مسٹر خروشیف کو کھلے الفاظ میں بتا دینا چاہتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی۔ مسٹر خروشیف خود تاریخ دان ہونگے اور انہوں نے لازماً تاریخ عالم کا مطالعہ کیا ہوگا کیا وہ ایک مثال بھی ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ دنیا کے کسی حصہ میں اور تاریخ عالم کے کسی زمانہ میں توحید کے مقابلہ پر شرک یا دہریت نے غلبہ پایا ہو؟ وقتی اور عارضی غلبہ کا معاملہ جداگانہ ہے (کیونکہ وہ نہر کے پانی کی اس ٹھوکر کا رنگ رکھتا ہے جس کے بعد پانی اور بھی زیادہ تیزی سے چلنے لگتا ہے) جیسا کہ حضرت سرور کائنات فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنگ اُحد میں ہُوا مگر لیا یا مستقل غلبہ کبھی بھی توحید کے سچے علمبرداروں کے مقابل پر دہریت اور شرک کی طاقتوں کو حاصل نہیں ہُوا اور نہ انشاء اللہ کبھی ہوگا۔ قرآن واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ:-

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

یعنی خدا نے یہ بات لکھ رکھی ہے کہ شرک اور دہریت کے مقابل پر اس کی توحید کے علمبردار رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔

زیادہ مثالیں دینے کی ضرورت نہیں حضرت موسیٰؑ کی طرف دیکھو کہ وہ کس کمزوری کی حالت میں اُٹھے اور ان کے سامنے فرعون کی کتنی زبردست طاغوتی طاقتیں صف آرا تھیں مگر انجام کیا ہوا؟ اس کے لئے لنڈن کے عجائب خانہ میں فرعون کی نعش ملاحظہ کرو۔ حضرت عیسیٰؑ کا یہ حال تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کہتے کہتے بظاہر رخصت ہو گئے مگر آج ان کے نام لیوا ساری دنیا پر سیل عظیم کی طرح چھائے ہوئے ہیں۔ حضرت فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھاؤ کہ عرب کے بے آب و گیاہ ریگستان میں ایک یتیم الطرفین بچہ خدا کا نام لے کر اُٹھتا ہے اور سارا عرب اس پر یوں ٹوٹ پڑتا ہے کہ ابھی بھسم کر ڈالے گا مگر دس سال کے قلیل عرصہ میں اس دُرِّ یتیم نے ملک کی کایا پلٹ کر رکھدی اور سارا عرب توحید کے دائمی نعروں سے گونج اٹھا۔

مگر ہمیں اس معاملہ میں گذشتہ مثالیں دینے کی ضرورت نہیں مسٹر خروشیف نے ایک بول بولا ہے اور یہ بہت بڑا بول ہے ہم اس کے مقابل پر اس زمانہ کے مامور اور نائب رسولؐ اور خادم اسلام حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک پیشگوئی درج کرتے ہیں جو آپ نے خدا سے الہام پا کر آج سے پچپن سال پہلے شائع فرمائی اور اس میں اپنے ذریعہ ہونے والے عالمگیر اسلامی غلبہ کا زوردار الفاظ میں اعلان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا اور میرے سلسلہ (یعنی اسلام اور احمدیت) کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کردے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کردیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاویگا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کرلو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

دوسری جگہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا ...... وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب (اسلام) ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی۔ ...... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

اور تیسری جگہ روس کے مخصوص تعلق میں اپنے ایک

کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا
(عصا) میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ اس میں
پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔"

(تذکرہ بحوالہ البدر ۲ فروری ۱۹۰۳ء)

اس لطیف رؤیا میں روس کے متعلق یہ عظیم الشان بشارت دی گئی ہے کہ وہ خدا کے فضل سے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی توجہ کے نتیجہ میں اسلام قبول کرے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جُوا برضا و رغبت اپنی گردن پر رکھے گا اور اس طرح انشاء اللہ اشتراکیت کے موجودہ گڑھ میں بھی دوسرے ممالک کے ساتھ ساتھ اسلام کا جھنڈا لہرائے گا اور یہ جو اس کشف میں "پوشیدہ نالیوں" کے الفاظ آتے ہیں ان میں اشتراکی نظام کی طرف اشارہ ہے جو اس کشف کے سولہ سترہ سال بعد عالم وجود میں آیا اور اس کی پالیسی کی بنیاد آئرن کرٹن اور مخفی کارروائیوں پر رکھی گئی۔

اب مسٹر خروشیف کو چاہیئے کہ اپنے بلند و بالا بولوں کے ساتھ ان خدائی پیشگوئیوں کو بھی نوٹ کر لیں۔ انسانی زندگی محدود ہے مسٹر خروشیف نے ایک دن مرنا ہے اور میں بھی اس دنیوی زندگی کے خاتمہ پر خدا کی ابدی رحمت کا امیدوار ہوں مگر دنیا دیکھے گی اور ہم دونوں کی نسلیں دیکھیں گی کہ آخری فتح کس کے مقدر میں لکھی ہے۔ روس کا ملک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی دیکھ چکا ہے جو ان ہیبت ناک الفاظ میں کی گئی تھی کہ:۔

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اب اسلام کے دائمی غلبہ اور توحید کی سربلندی کا وقت آرہا ہے اور دُنیا خود دیکھ لیگی کہ مسٹر خروشیف کا بول پورا ہوتا ہے یا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کا ڈنکا بجتا ہے۔

بے شک ہم بے حد کمزور ہیں اور بالکل بے سروسامان بلکہ پہاڑ کے سامنے گویا ذرّہ کے برابر بھی نہیں۔ مگر اسلام کا خدا بڑا طاقتور خدا ہے۔ جو ہمیشہ سے کُنْ فَیَکُوْن کے نظارے دکھاتا چلا آیا ہے۔ ہاں ہمارا خدا وہی تو ہے جس نے اسلام کی نشأۃ اولیٰ (یعنے تکمیل ہدایت) کے وقت عرب کے لق و دق صحرا میں بظاہر پانی کا ایک بلبلہ پیدا کر کے اس میں وہ طاقت بھر دی کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی زبردست لہریں تمام معلوم دنیا پر چھا گئیں تو کیا اب وہ خدا اسلام کی نشأۃ ثانیہ (یعنی تکمیل اشاعت) کے وقت کمزوری دکھائے گا اور اپنے وعدہ کو بھول جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یقیناً جو لوگ زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ الاسلام یعلوا ولا یعلیٰ علیہ خدا کے فضل و نصرت سے اسلام دنیا بھر میں غالب ہو کر رہے گا اور کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اسلام اور احمدیت کا ایک ادنیٰ خادم

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ

بروز جمعہ ۲۲ر جولائی ۱۹۶۰ء

بائبیل کا "وہ نبی" اور اس کا اصل مصداق

دورِ اوّل کے عیسائی مسیح علیہ السّلام کو استثناء والی پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے

(از جناب مسعود احمد صاحب دھلوی بی اے)

انجیل یوحنا باب اوّل آیات ۱۹ تا ۲۵ اس ذکر پر مشتمل ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی بعثت سے معاً قبل جب یوحنا بپتسمہ دینے والے نے یہ منادی شروع کی کہ خدا کی بادشاہت عنقریب آنے والی ہے تو اُس وقت کے یہودی توریت کی روشنی میں تین نبیوں کی **بعثت** کے منتظر تھے۔ ان میں سے ایک تو ایلیا تھے جن کے متعلق یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ دوبارہ دُنیا میں آئیں گے، دوسرے وہ مسیح کے منتظر تھے اور تیسرے وہ ایک اَور نبی کے مبعوث ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ جب یوحنا بپتسمہ دینے والے کی منادی کا چرچا عام ہوا تو فریسیوں نے بعض لوگوں کو اپنا نمائندہ بنا کر اُن کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے یوحنا سے یہی تین سوال کئے کہ (۱) "کیا تُو ایلیا ہے؟" (۲) "کیا تُو مسیح ہے؟" (۳) "کیا تُو وہ نبی ہے؟" ان تینوں سوالوں کے جواب میں یوحنا نے ایلیا، مسیح اور "وہ نبی" ہونے سے انکار کیا۔ چنانچہ انجیل میں آتا ہے:۔

"اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے اس کے پاس بھیجے کہ تُو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اس سے پوچھا۔ پھر تُو کون ہے؟ کیا تُو ایلیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ انہوں نے پوچھا پس کیا تو "وہ نبی" ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ تب انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو کوئی جواب دیں، تُو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر نہ تُو مسیح ہے، نہ ایلیا، نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟"

{ یوحنا باب اوّل آیات ۱۹ تا ۲۵ }

واضح بات سے انکار

انجیل یوحنا کی یہ آیات بالکل واضح ہیں، اِن میں کوئی ابہام یا گنجلک نہیں۔ اِن کو پڑھ کر ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اُس زمانے میں یہودی (توریت کی پیشگوئیوں کے بموجب) **تین نبیوں کے منتظر تھے** اسی لئے انہوں نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے یہی دریافت کیا کہ تُو اِن تینوں میں سے کونسا نبی ہے۔ ہرچند کہ عیسائی صاحبان پہلے یہ مانتے تھے کہ اِن آیات میں صراحت کے ساتھ تین نبیوں کی بعثت کا ذکر ہے لیکن جب ہماری طرف سے عیسائی دنیا کے سامنے یہ پیش کیا گیا کہ "وہ نبی" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے استثناء باب ۱۸۔ آیات ۱۵ تا ۲۰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہلے سے دے رکھی تھی تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر غور کرنے کی بجائے اُلٹا اِس امر سے ہی انکار کرنا شروع کر دیا کہ انجیل یوحنا باب اوّل کی آیات ۱۹ تا ۲۵ میں تین نبیوں کی بعثت کا ذکر ہے۔ اُن کی طرف سے کہا یہ جانے لگا کہ دراصل اِن آیات میں دو نبیوں کی بعثت کا ذکر ہے کیونکہ "وہ نبی" سے بھی مسیح علیہ السلام ہی مراد ہیں اور استثناء باب ۱۸۔ آیات ۱۵ تا ۲۰ والی پیشگوئی کے مصداق مسیح علیہ السلام ہی ہیں چنانچہ سیالکوٹ چھاؤنی کے ایک سرگرم مسیحی کارکن جناب برکت اسے خان صاحب نے حال ہی میں "وہ نبی" کے زیرِ عنوان دو صفحات پر مشتمل ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں انہوں نے انجیل یوحنا کی مذکورہ بالا آیات کے ضمن میں یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اِن آیات میں ہرچند کہ تین نبیوں کا ذکر آتا ہے لیکن مراد ان سے دو نبی ہی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں دراصل اُس زمانہ کے یہودی بڑے کم فہم تھے، توریت کی رو سے تین نبیوں کی نہیں بلکہ صرف دو نبیوں کی بعثت مقدر تھی۔ ان میں سے ایک ایلیا تھے جن کی آمدِ ثانی یوحنا بپتسمہ دینے والے کے وجود میں پوری ہوئی اور دوسرے مسیح علیہ السلام ہیں جن کے بعد اب تا قیامت اور کوئی مبعوث نہیں ہوگا بلکہ دُنیا کے اختتام سے قبل وہ خود ہی آسمان سے دوبارہ نازل ہوں گے۔ یہودیوں نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے توریت کی پیشگوئیوں سے تین نبی مراد لے لئے ان کو سوال دو نبیوں کے متعلق ہی کرنا چاہیئے تھا چنانچہ وہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتے ہوئے کہ وہ کم فہم یہودیوں کی غلط فہمی میں شریک نہ ہوں لکھتے ہیں :-

> "میرے مسلم دوستو! خدا آپ کا بھلا کرے اور آپ کو روشنی بخشے میرا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ کو یہودیوں کی کسی غلط فہمی میں شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ عیسیٰ ابن مریم مسیح بھی ہے اور "وہ نبی" بھی ہے۔ مسیح اور "وہ نبی" دراصل ایک ہی شخص ہے۔ پیارے دوستو! عرض ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے زمانے کے بعض یہودیوں نے خداوند یسوع مسیح کو پہچاننے اور قبول کرنے کے لئے کتاب مقدس کی پیشگوئیوں کی درست تحقیق و تفتیش سے کام نہیں لیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے مسیح اور "وہ نبی" کے بارے میں دو الگ الگ اشخاص سمجھ کر یوحنا سے یہ سوال کیا تھا ...... ہم آپ کو بھی یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اِن کم فہم یہودیوں کی غلط فہمیوں کا ساتھ دینے سے پرہیز کریں۔"

وہ نبی اور استثناء والی پیشگوئی کا تعلق

جناب برکت اے خان نے اس زمانے کے یہودیوں پر کم فہمی کا الزام لگا کر مسلمانوں کو ان کی غلط فہمی میں شریک نہ ہونے کا جو مشورہ دیا ہے قبل اس کے کہ ہم اس بارہ میں خود اُن کی اپنی غلط فہمی اُن پر واضح کریں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ انجیل یوحنا کے باب اوّل آیات ۱۹ تا ۲۵ میں جس تیسرے نبی کا ذکر "وہ نبی" کے نام سے کیا گیا ہے خود عیسائی حضرات اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ وہی نبی ہے جس کی بعثت کی خبر موسیٰ علیہ السلام نے استثناء باب ۱۸ آیات ۱۵ تا ۲۰ میں دی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس نبی کی بعثت سے متعلق خدائی وعدے کا ذکر ان الفاظ میں کیا تھا:-

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے درمیان سے یعنی تیرے بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا۔ یہ تیری اُس درخواست کے مطابق ہوگا جو تُو نے خداوند اپنے خدا سے مجمع کے دن حورب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو، تاکہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔"

(استثناء باب ۱۸ آیات ۱۵ تا ۲۰)

جہاں تک استثناء کی اس پیشگوئی کے مصداق نبی اور یوحنا باب اوّل آیات ۱۹ تا ۲۵ میں مذکور "وہ نبی" کے باہم ایک ہونے کا سوال ہے اس کے ضمن میں یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ "بائیبل مع حوالہ جات" (Reference Bible) کا کوئی قدیم یا جدید نسخہ بھی اٹھا کر دیکھا جائے تو اس میں یوحنا باب اوّل میں مذکور "وہ نبی" کے تحت استثناء کی اِس پیشگوئی کا حوالہ ضرور درج ملے گا۔ جو اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ خود عیسائی حضرات کے نزدیک انجیل یوحنا کا "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا مصداق نبی ایک ہی شخص ہے۔ یہ طے ہوجانے کے بعد کہ "وہ نبی" کے الفاظ اور استثناء والی پیشگوئی دونوں سے ایک ہی وجودِ موعود کی نشاندہی ہوتی ہے۔ سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آیا مسیح علیہ السلام ہی اس کے مصداق ہیں یا اس پیشگوئی کا اصل مصداق مسیح علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور نبی ہے جسے مسیح علیہ السلام کے بعد مبعوث ہونا تھا؟ سو اِس بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ نہ یہودی اِس بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا تھے اور نہ ہی خود جناب

مسیح علیہ السلام اور دَورِ اوّل کے مسیحیوں کو اس بارے میں کوئی شبہ تھا کہ توریت کی رُو سے تین نبیوں کی بعثت مقدر تھی۔ اور یہ کہ تیسرا نبی جسے "وہ نبی" کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے استثناء والی پیشگوئی کا مصداق ہوتے ہوئے مسیح سے علیحدہ ایک نبی ہے۔

مسیح علیہ السلام کا خود اپنا اقرار

دُور جانے کی ضرورت نہیں خود انجیل اس امر پر شاہد ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنے آپ کو استثناء باب ۱۸ والی پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے۔ اگر آپ اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق سمجھتے تو کبھی اپنے بعد ایک اَور نبی کے مبعوث ہونے کی خبر نہ دیتے اور پھر بعینہٖ اس میں خاص اُن صفات کی نشاندہی نہ فرماتے کہ جو استثناء والی پیشگوئی کے مصداق کی بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے بعد ایک عظیم الشان نبی کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلّی دینے والا تم پاس نہ آوے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو اسے تم پاس بھیج دوں گا ...... مجھے تم سے اَور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔"

(یوحنا باب ۱۶ آیات ۱۲، ۱۳)

اگر مسیح علیہ السلام کے اس ارشاد کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ نے اس میں استثناء والی پیشگوئی کو ہی اپنے الفاظ میں دُہرایا ہے۔ استثناء والی پیشگوئی میں **پہلی بات** یہ بیان کی گئی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت بنی اسرائیل نے آئندہ کے لئے خدا کی آواز کو سُننے اور اس کا جلوہ دیکھنے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ ہمیں نہ تو خداوند کی آواز پھر سُننی پڑے اور نہ ہی ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو۔ تاکہ ہم کہیں ان کی تاب نہ لا کر مر نہ جائیں۔ مندرجہ بالا آیات کے شروع میں مسیح علیہ السلام نے بھی بالکل اسی بات کو دہرایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "مجھے باتیں تو اَور بھی بہت سی کرنی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ تم ابھی انہیں سُننے کی برداشت نہیں رکھتے۔ یعنی یہ کہ تم انہی بنی اسرائیل کی اولاد ہو جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خدا کی آواز کو سُننے اور دوسری بار اس کا جلوہ دیکھنے سے انکار کر دیا تھا اور اس خوف کا اظہار کیا تھا کہ کہیں ہم اس کی تاب نہ لا کر مر نہ جائیں۔ اسلئے تم میں یہ اہلیت ہی نہیں ہے کہ تم ہمہ گیر اور کامل شرعی پیغام کے حامل قرار پا سکو۔

دوسری بات استثناء والی پیشگوئی میں یہ بیان ہوئی تھی کہ خدا نے بنی اسرائیل کی اس درخواست کو کہ (گویا انہیں کامل شریعت کے رنگ میں) خدا کی آواز پھر نہ سُننی پڑے خدا کی آواز کی ناقدردانی کی وجہ سے یوں قبول کیا کہ ان کی بجائے ان کے بھائیوں میں سے ایک عظیم الشان نبی برپا کرنے کا فیصلہ کیا اور انہیں موسیٰؑ کی معرفت بتا دیا کہ اب وہ عظیم الشان نبی تمہارے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ جب وہ مبعوث ہو تو اس وقت اس کی آواز پر کان دھرتے ہوئے اس پر ایمان لے آنا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام بھی یہی کہتے ہیں کہ دیکھو! اب تم میں تمام باتیں سُننے کی برداشت نہیں ہے لیکن جب وہ روحِ حق یعنی استثناء والی پیشگوئی کا مصداق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا یعنی وہ تمام

شریعت کی باتیں کھول کھول کر بیان کردے گا جنہیں سننے کی ابھی تم میں تاب نہیں ہے۔

تیسری بات استثناء والی پیشگوئی میں یہ بیان کی گئی تھی کہ خدا اس نبی کے منہ میں اپنا کلام ڈالیگا اور وہ سب کا سب لوگوں تک پہنچا دے گا۔ اسی کی روشنی میں مسیح علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بعد جس نبی کے مبعوث ہونے کی خبر دے رہا ہوں وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو کچھ وہ سنے گا اسے تمہارے سامنے دہرا دے گا یعنی اس کا لفظ لفظ وحی الٰہی پر مشتمل ہوگا۔

الغرض مسیح علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشاد کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوئے بغیر نہیں رہتی کہ مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد استثناء والی پیشگوئی کے خلاصہ پر مشتمل ہے۔ آپ کا اپنے بعد ایک اور روح حق کی بشارت دینا اور اس کی وہی صفات بیان کرنا جو استثناء والی پیشگوئی میں بیان ہوئی ہیں صاف بتاتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے اور اس بات پر دل سے ایمان رکھتے تھے کہ وہ میرے بعد مبعوث ہوگا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ مسیحی حضرات عام طور پر یہ کہنے کے عادی ہیں کہ مسیح نے ان آیات میں اپنے بعد کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کی نہیں بلکہ روح القدس کے نزول کی بشارت دی ہے اور حواریوں کو بتایا ہے کہ انہیں روح القدس کی تائید وحمایت حاصل ہوگی اور وہ ان کی قدم قدم پر رہنمائی کرتا رہے گا لیکن آیات کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام روح القدس کی تائید وحمایت کا ذکر نہیں کر رہے۔ بلکہ صاف ایک نبی کی بشارت دے رہے ہیں۔ کیونکہ اگر یہاں روح حق اور تسلی دینے والے سے محض روح القدس مراد لی جائے تو ماننا پڑے گا کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی میں ان کے حواریوں کو روح القدس کی تائید وحمایت حاصل نہ تھی اور نہ روح القدس ان پر نازل ہوتا تھا۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ میں جاؤں گا تو تسلی دینے والے کو بھیجوں گا۔ اگر میں نہ جاؤں تو وہ تمہارے پاس نہ آوے گا۔ یہ ماننا کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی میں مسیح علیہ السلام اور ان کی وساطت سے ان کے حواریوں کو روح القدس کی تائید وحمایت حاصل نہ تھی بالبداہت غلط ہے اور اس سے ان کی توہین بھی لازم آتی ہے ہم جانتے ہیں کہ مسیحی حضرات روح القدس کی معیت کو تسلیم نہ کرنے پر کبھی آمادہ نہ ہوں گے۔ اندریں صورت ماننا پڑتا ہے کہ مسیح علیہ السلام روح القدس کے نزول کی طرف نہیں (کیونکہ اس کا نزول تو مسیح علیہ السلام کی زندگی میں خود عیسائیوں کے اپنے اعتقاد کے بموجب برابر ہو رہا تھا) بلکہ اپنے بعد ایک عظیم الشان نبی کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم نے ابھی واضح کیا ہے "وہ نبی" ہے بھی ان صفات کا حامل جن کی استثناء والی پیشگوئی میں نشاندہی کی گئی ہے مسیح علیہ السلام کا اپنے بعد استثناء والی پیشگوئی کے نبی کی بعثت کی بشارت دینا اس امر کو مستلزم ہے کہ آپ اپنے آپکو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے۔

پطرس کا فیصلہ کن اعلان

پھر خود انجیل ہی سے ثابت ہے کہ مسیح علیہ السلام کے نامور اور بزرگ حواری جناب پطرس مسیح علیہ السلام کو استثناء والی پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کے نزدیک یہ پیشگوئی ایک اور ہی عظیم الشان نبی کے وجود میں پوری ہونے والی تھی۔ اور ان کے نزدیک مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی وقوع میں نہیں آ سکتی تھی جب تک یہ عظیم الشان نبی مبعوث نہ ہولے۔ چنانچہ اعمال کی کتاب میں جناب پطرس کی ایک

پیش خبری درج ہے جس سے اس سارے معاملے کا فیصلہ ہوجاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں ان کے حواری بھی یہی مانتے تھے کہ پہلے استثناء والی پیشگوئی کا مصداق نبی مبعوث ہوگا اور اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا وقت آئے گا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سُننا اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سُنیگا وہ اُمت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔"

(اعمال باب ۳۔ آیات ۱۹ تا ۲۳)

ظاہر ہے کہ اِن آیات میں جناب پطرس نے مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ اُس وقت تک آسمان سے نازل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو نبیوں کی معرفت کی گئی تھیں پوری نہ ہوجائیں۔ اِن پیشگوئیوں میں سے بھی جناب پطرس نے علی الخصوص استثناء باب ۱۸۔ آیات ۱۵ تا ۲۰ والی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ جس میں موسیٰؑ کے مانند ایک عظیم الشان نبی کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پہلے یہ عظیم الشان نبی پیدا ہوکر مبعوث ہوگا اور اس کے بعد مسیح کی آمدِ ثانی ظہور میں آئے گی۔ اور مسیح کو اس کی آمدِ ثانی میں شناخت کرنے اور اس پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہوگا کہ پہلے اُس عظیم الشان نبی کی رسالت پر ایمان لایا جائے۔ کیونکہ جو شخص بھی اُس نبی کی نہ سُنے گا یعنی اُس پر ایمان نہیں لائے گا وہ اُمت میں سے کاٹ دیا جائے گا اور اُسے پھر مسیح کو شناخت کرنے کی بھی توفیق نہیں ملیگی۔ اس سے صاف ثابت ہوجاتا ہے کہ جناب پطرس اُس نبی کو جس نے استثناء والی پیشگوئی کے مطابق مبعوث ہونا تھا مسیح علیہ السلام سے علیحدہ ایک نبی یقین کرتے تھے اور اس لحاظ سے لازمی طور پر "وہ نبی" جس کا یہودیوں نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے ذکر کیا تھا وہ ایلیا اور مسیح سے علیحدہ ایک تیسرا نبی تھا جس کا یہود کو استثناء والی پیشگوئی کے موجب انتظار تھا۔ جناب پطرس کا یہ فرمان ایک فیصلہ کن فرمان ہے جس سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہوجاتا ہے کہ نہ صرف یہودیوں کے نزدیک بلکہ خود دورِ اوّل کے مسیحیوں کے نزدیک بھی "وہ نبی" مسیح علیہ السلام سے علیحدہ ایک نبی تھا اور وہ ہرگز ہرگز "وہ نبی" اور مسیح کو ایک ہی شخص خیال نہیں کرتے تھے اور یہودیوں کو اس بارے میں کسی غلط فہمی میں

ہیں نہیں سمجھتے تھے۔

استثناء والی پیشگوئی اور ماضی کے عیسائی علماء

حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ظہور میں آگئی اور عیسائیوں نے جناب پطرس کے اس واضح فرمان کے باوجود آپ کو استثناء والی پیشگوئی کا مصداق تسلیم نہ کیا تو رفتہ رفتہ یہ خیال ان میں پھیلتا چلا گیا کہ "وہ نبی" سے بھی مسیح علیہ السلام ہی مراد ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے بھی وہ خود ہی مصداق ہیں۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمانے میں عیسائی علماء کا ایک نہ ایک گروہ ایسا ضرور موجود رہا ہے جو جناب پطرس کے مذکورہ بالا فرمان کی روشنی میں "وہ نبی" اور مسیح علیہ السلام کو علیحدہ علیحدہ نبی تصور کرتا رہا ہے۔ اور مانتا رہا ہے کہ فی الحقیقت توریت کی پیشگوئیوں کے مطابق تین علیحدہ علیحدہ نبیوں نے ہی مبعوث ہونا تھا۔ اس کی ایک نہیں کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

ذیل میں ہم ریورنڈ ولیم جینکس ڈی ڈی (Rev. William Jenks D.D) کی مشہور و معروف تفسیر بائیبل کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جو اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ زمانہ ماضی میں بہت سے عیسائی علماء "وہ نبی" اور مسیح علیہ السلام کو الگ الگ نبی تصور کرتے تھے۔ ریورنڈ ولیم جینکس نے ۱۸۳۵ء میں The comprehensive Commentary on the Holy Bible کے نام سے بائیبل کی ایک نہایت ضخیم تفسیر مرتب کی تھی اور اس میں اہتمام یہ کیا تھا کہ اب تک اناجیل اربعہ کی جتنی معروف تفسیریں شائع ہوئی ہیں مختلف آیات کے تحت ان کے خلاصے درج کر دیئے جائیں تاکہ ایک ہی کتاب میں تمام معروف تفاسیر کا نچوڑ جمع ہو جائے۔ اس میں وہ یوحنا باب اول آیات ۱۹ تا ۲۰ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے زیر لفظ "وہ نبی" لکھتے ہیں:-

["That Prophet] It is plain (says Rosenm) from the article translated "that", that some particular prophet is meant; who it was, commentators are not agreed. [To me it is evident, both from what is said here, and from other hints in the N.T that there was at that time a general expectation in the people of some great prophet, beside Elijah, who was soon to appear, and who was wellknown by the emphatical appallation the prophet without addition or description.

In ch. 7: 40-41 the prophet is distinguished from the Messiah as he is here from Elijah.—Campbell] Beza, Bengel, Heumann and others (following Cyril, Chrysostom and Theophylact) had thought the passage had reference to Deut. 18:15 which they understood of some particular prophet like unto Moses but different from Christ. (Bloomfield) (The Comprehensive Commentary on the Holy Bible Edited by Rev. William Jenkis D.D. 1845, Page 609)

یعنی "آیت زیر نظر کے بیان کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ "وہ نبی" میں لفظ "وہ" سے کوئی خاص نبی مراد ہے۔ وہ نبی کون ہے؟ اس بارے میں مفسرین پوری طرح متفق نہیں ہیں۔ کیمبل نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک جو کچھ یہاں بیان ہوا ہے اس سے نیز عہد نامہ جدید میں جو دوسرے اشارات ملتے ہیں ان سے یہ واضح ہے کہ اس زمانے میں لوگ عام طور پر ایلیا کے علاوہ ایک اور عظیم الشان نبی کی آمد کے متوقع تھے جس نے جلد ہی ظاہر ہونا تھا اور جسے بغیر کسی اضافے یا وضاحت کے "وہ نبی" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ یوحنا باب ۷ آیات ۴۰، ۴۱ میں "وہ نبی" مسیح سے اسی طرح ممتاز ہے جس طرح یہاں مسیح ایلیا سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اسی طرح بلوم فیلڈ نے لکھا ہے کہ بیزا، بنگل، ہیومن اور بعض دوسرے علماء کا سائیرل، کرائی سوسٹم اور تھیوفیلیکٹ کی تقلید میں یہ خیال تھا کہ "وہ نبی" کے الفاظ میں استثناء باب ۱۸ آیت ۱۵ کی طرف اشارہ ہے۔ جس سے وہ ایک خاص نبی مراد لیتے تھے جو ان کے نزدیک موسیٰ کے مانند تھا لیکن مسیح سے مختلف تھا۔"

ریورنڈ ولیم جینکس نے مندرجہ بالا اقتباس میں بلوم فیلڈ

کی تفسیر کا اپنے الفاظ میں جو خلاصہ پیش کیا ہے اس کو پڑھنے کے بعد اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ ہر زمانے میں ایسے عیسائی علماء موجود رہے ہیں جو "وہ نبی" اور مسیح علیہ السلام کو علیحدہ علیحدہ نبی تصور کرتے تھے اور اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ مسیح علیہ السلام استثناء والی پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں۔ البتہ "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا مصداق ایک ہی وجود ہے جو موسیٰ کے مانند نبی ہوتے ہوئے مسیح سے مختلف ہے اور علیحدہ وجود رکھتا ہے۔

رہے وہ عیسائی علماء جو مسیح علیہ السلام کو "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا مصداق سمجھنے کی طرف مائل رہے ہیں سو اُن میں بھی ایک خاصی تعداد ایسے علماء کی ہے جو صاف اور واضح الفاظ میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی براہِ راست طریق پر مسیح علیہ السلام پر صادق نہیں آتی لیکن بالواسطہ طور پر وہ بھی اِن پیشگوئیوں کے مصداق ٹھہر سکتے ہیں۔ ایسے ہی علماء میں سے ایک ریورنڈ البرٹ بارنز (Rev. Albert Barnes) ہیں جنہوں نے اگرچہ عہد نامہ جدید کے تفسیری نوٹس مطبوعہ ۱۸۳۵ میں مسیح علیہ السلام کو "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا بالواسطہ طور پر مصداق ثابت کرنے میں بہت زورِ قلم دکھایا ہے لیکن ساتھ ہی نہایت دیانتداری سے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشگوئی کا مسیح علیہ السلام سے کوئی خصوصی اور براہِ راست تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"The Prophecy had no exclusive or even direct reference to the Messiah and there is no evidence that the Jews understood it to have any such reference."

"Notes Explanatory and Practical on The New Testament" by Rev. Albert Barnes (1835) Page 399 under Acts 3:22

یعنی "اِس پیشگوئی کا مسیح سے نہ کوئی خصوصی اور نہ ہی کوئی براہِ راست تعلق تھا اور نہ اس امر کا کوئی ثبوت موجود ہے کہ یہودی اس پیشگوئی کو مسیح سے متعلق سمجھتے تھے۔"

("عہد نامہ جدید کے تفسیری نوٹس" (بزبان انگریزی) مطبوعہ ۱۸۳۵۔ صفحہ ۳۹۹ زیر آیت اعمال ۳/۲۲)

جب استثناء والی پیشگوئی سے مسیح کا کوئی براہِ راست تعلق ہی نہ تھا تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ نبی جس کا اِس پیشگوئی سے براہِ راست تعلق ہے مسیح سے علیحدہ کوئی نبی ہے۔ رہا پیشگوئی سے بالواسطہ تعلق تو وہ ایک مسیح علیہ السلام پر ہی کیا حصر ہے، خواہ بات بنے یا نہ بنے توڑ مروڑ اور کھینچ تان کر موسیٰ کے بعد میں آنے والے ہر نبی کا پیشگوئی سے تعلق ثابت کیا جا سکتا اور اس طرح اپنے دل کو بہلایا جا سکتا ہے۔ اصل بات تو یہی ہے کہ پیشگوئی کا حقیقی مصداق وہی کہلائے گا جس کا براہِ راست اس پیشگوئی سے تعلق ثابت ہو اور جس پر پیشگوئی کی ایک ایک بات پوری تفصیل اور جزئیات کے ساتھ کانٹے کی تول پوری اُترے۔ پیشگوئی کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ ایک خاص شان کے نبی کے بارے میں ہے نہ کہ بعد میں آنے والے ہر نبی کے متعلق۔ یعنی یہ نہ وہ موالحاق

میں سے نہیں بنو اسحاق کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ موسیٰ کے مانند ہوگا یعنی نئی شریعت لائے گا اور اس شان کا نبی ہوگا کہ جو باتیں پہلے نبیوں نے بھی نہ بتائی تھیں وہ سب کی سب لوگوں کو بتائے گا، مخالف اس کو قتل کرنے یا مارنے پر قادر نہیں ہوں گے۔ جب تک اس شان اور جلال کے نبی کی پیشگوئی سے کسی کا خصوصی اور براہ راست تعلق ثابت نہ ہو اس وقت تک کوئی بالواسطہ تعلق قابل توجہ قرار نہیں پا سکتا۔

الغرض جناب پطرس کا واضح فرمان اور اس فرمان کی تائید میں ریورنڈ ولیم جینکس اور ریونڈ البرٹ بارنز کی تفاسیر میں سے ہم نے جو حوالے نوٹ اوپر درج کئے ہیں ان کی موجودگی میں اس امر کے ثبوت کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ نہ یہودی، نہ مسیح علیہ السلام نہ دورِ اوّل کے مسیحی اور نہ زمانہ مابعد کے بہت سے عیسائی علماء اس بات کے قائل تھے کہ استثناء والی پیشگوئی اور "وہ نبی" کے الفاظ میں مسیح علیہ السلام کی بعثت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ برخلاف اس کے سب متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی نے مسیح علیہ السلام کے بعد ایک اور ہی عظیم الشان نبی کے وجود میں پورا ہونا تھا۔ اب اگر جناب ماسٹر برکت اے خان صاحب اس زمانے کے یہودیوں کو کم فہم اور غلطی خوردہ بتا کر اصل حقیقت کو چھپانا اور اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر مسیح علیہ السلام کے نامور حواری اور زمانہ مابعد کے وہ جید عیسائی علماء بھی جو "وہ نبی" اور مسیح کو علیحدہ علیحدہ وجود تصور کرتے تھے (نعوذ باللہ) اس بارے میں کم فہم اور غلطی خوردہ تھے؟ بات صاف ہے اس بارے میں نہ یہودی غلطی خوردہ تھے نہ مسیح علیہ السلام اور نہ جناب پطرس کو کوئی غلطی لگی اور نہ جناب پطرس کی تائید کرنے والے عیسائی علماء نے کوئی غلطی کھائی۔ انہوں نے "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا جو مطلب لیا وہ درست تھا۔ برخلاف اس کے جناب برکت اے۔ خان صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ درست نہیں ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قصور ان کی اپنی نظر کا ہے۔

پیشگوئی کا اصل اور حقیقی مصداق

یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ انجیل یوحنا کا "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا مصداق نبی ایک ہی شخص ہے اور موسیٰؑ کے مانند ہوتے ہوئے وہ ہے بھی مسیح سے مختلف اور الگ۔ اب ہم اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا اصل اور حقیقی مصداق کون ہے اور مسیح علیہ السلام کے بعد کس عظیم الشان وجود میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جناب برکت اے خان نے زیر بحث تبلیغی ٹریکٹ شائع ہی اس لئے کیا ہے تاکہ عیسائی عوام کو اس پیشگوئی کے اصل مصداق سے بے خبر رکھا جائے اور مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ "عہد نامہ قدیم" اور "عہد نامہ جدید" دونوں میں مسیح علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کی کوئی خبر موجود نہیں ہے۔ ان کے اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس امر کے واضح ثبوت کے بعد کہ "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا مصداق نبی مسیح علیہ السلام سے مختلف اور علیحدہ ہے ہم یہ بھی دیکھیں کہ واقعات کی رُو سے مسیح علیہ السلام کی بجائے اس پیشگوئی کا اصل، حقیقی اور براہ راست مصداق کون ثابت ہوتا ہے۔

سو اگر استثناء والی پیشگوئی کے مندرجات پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت صاف منکشف ہو جاتی ہے کہ اس میں مسیح علیہ السلام کی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر دی گئی ہے کیونکہ پیشگوئی کا لفظ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں اس شان سے پورا ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ بجز

آنحضرتؐ کے اور کسی میں اس کا پورا ہونا ممکن ہی نہیں رہتا۔ جیسا کہ ہم اوپر بھی اشارہ کر آئے ہیں پیشگوئی میں جس عظیم الشان نبی کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس کی حسب ذیل پانچ بڑی بڑی علامتیں بیان کی گئی ہیں :۔

(۱) وہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں ان کے بھائیوں میں سے ہوگا۔

(۲) وہ موسیٰؑ کے مانند صاحب شریعت نبی ہوگا۔

(۳) جو کلام خدا اس پر نازل کرے گا وہ اپنی ذات میں ہر لحاظ سے اکمل اور اتم ہوگا اور وہ یہ کلام سب کا سب لوگوں کو پہنچا دے گا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ وہ لوگوں کو سچائی کی سب راہوں سے آگاہ نہ کرے۔

(۴) خدا اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا اور اسے وہ خدا کا نام لے کر لوگوں تک پہنچائیگا۔

(۵) خدا کا فیصلہ یہ ہے کہ جو غلط طور پر اپنے آپکو اس پیشگوئی کا مصداق ظاہر کرے وہ ہلاک کیا جائے۔ اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ اصل مصداق کو خدائی حفاظت حاصل ہوگی۔ اس کے دشمن اسے قتل کرنے اور مارنے کی کوشش کریں گے لیکن خدا انہیں ہرگز کامیاب نہ ہونے دے گا۔

یہ پانچوں علامتیں خود عیسائی صاحبان کے اپنے معتقدات کی رُو سے مسیح علیہ السلام میں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ مسیح علیہ السلام بنو اسحاق میں سے تھے ان کے بھائیوں یعنی بنو اسمٰعیل میں سے نہیں تھے۔ اسی طرح وہ موسیٰؑ کی مانند صاحب شریعت بھی نہ تھے کیونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ "یہ مت خیال کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔" (متی باب ۵۔ آیات ۱۷، ۱۸) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے نہ تو خدا کی ساری باتیں لوگوں کو بتائیں اور نہ ہی سچائی کی سب راہوں سے انہیں آگاہ کیا۔ اس بارے میں بھی انجیل میں ان کا اپنا اقرار موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (یوحنا باب ۱۶۔ آیات ۱۲، ۱۳) اسی طرح اناجیل میں کہیں بھی مسیح کا کوئی قول ایسا نہیں ملتا جس میں انہوں نے یہ کہا ہو کہ خدا نے مجھے یہ بات لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے اور میں اس کا نام لے کر یہ بات لوگوں تک پہنچاتا ہوں۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے عیسائی صاحبان مسیح علیہ السلام کے متعلق خدائی حفاظت کے وعدے کے بھی قائل نہیں ہیں بلکہ الٹا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے مخالفوں نے ان پر غلبہ پاکر انہیں صلیب پر لٹکا دیا اور وہ یہ کہتے ہوئے کہ "اے خدا! اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" صلیب پر ہی فوت ہوگئے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم مسیح کو خدا کا راستباز اور سچا نبی مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہودی انہیں مارنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہوئے بلکہ وہ خدائی تصرف کے تحت صلیب سے زندہ اتار لئے گئے اور پھر ایک عرصہ دراز تک زندہ رہے اور اپنا مشن پورا کرنے کے بعد انہوں نے طبعی طور پر وفات پائی۔ برخلاف اس کے ہمارے عیسائی دوست مسیح کی صلیبی موت کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اس عقیدے کی موجودگی میں انہیں وہ استثناء والی پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دے سکتے۔ انہیں کسی طرح بھی یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ اعتقاد بھی رکھیں کہ یہودیوں نے مسیح کو صلیب دیکر مار دیا تھا اور پھر ساتھ ہی انہیں استثناء

والی پیشگوئی کا مصداق بھی ثابت کریں جس کے مصداق کے لئے کہا گیا تھا کہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں مارا نہیں جائیگا۔ خدائی فیصلے کے مطابق مارا وہی جائے گا جو غلط طور پر اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق ثابت کرے گا۔ الغرض مسیحی صاحبان کے اپنے معتقدات کی رُو سے استثناء والی پیشگوئی کی مذکورہ بالا پانچوں علامتیں مسیح علیہ السلام میں پوری نہیں ہوتیں اسلئے وہ کسی صورت اُس کے مصداق قرار نہیں پاسکتے۔

اس کے بالمقابل ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پانچوں علامتیں جس شان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہوتی ہیں وہ اس امر پر دال ہے کہ آپؐ ہی استثناء والی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ سب سے پہلی علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمٰعیل میں سے تھے اور بنی اسمٰعیل رشتہ میں بنی اسرائیل کے بھائی تھے۔

یہاں عیسائی صاحبان کے پیدا کردہ ایک اشکال کا ازالہ ضروری ہے۔ ان کی طرف سے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی میں بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک نبی کے مبعوث ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ یہاں بنی اسرائیل کے بھائیوں سے مراد خود بنی اسرائیل ہی ہیں کیونکہ وہ سب حضرت یعقوب کے بیٹوں کی اولاد ہیں اور ان کے بیٹوں کی اولادیں اس بات کی بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا جائے اس لئے یہاں مراد یہی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے وہ نبی برپا ہوگا۔ اس کے ثبوت میں وہ توریت کی بعض ایسی آیات پیش کرتے ہیں۔ جن میں بنی اسرائیل کے مختلف گھرانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک اس اشکال کا تعلق ہے ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ تو درست ہے کہ توریت میں بعض مقامات پر بنی اسرائیل کے لئے "بھائی" اور "بھائیوں" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہے کہ توریت میں کہیں بھی بنی اسمٰعیل کو بنی اسرائیل کا بھائی تسلیم نہیں کیا گیا۔ پیدائش کی کتاب باب ۱۶۔ آیات ۹ تا ۱۲ میں لکھا ہے کہ فرشتہ نے حضرت ہاجرہ سے آکر کہا:-

"میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا۔
یہاں تک کہ کثرت کے سبب اس کا شمار نہ
ہو سکے گا۔ تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام اسمٰعیل
رکھنا۔ وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا۔
اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ
اس کے خلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب
بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔"

یہاں اسمٰعیل کے بھائیوں سے حضرت اسحٰق ان کی اولاد اور بنی اسرائیل نہیں تو اور کون مراد ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ ایک طرف بنی اسرائیل پھلے پھولیں گے اور دوسری طرف بنی اسمٰعیل برومند ہونگے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بسے رہیں گے اور دونوں ان نعمتوں کے وارث ہوں گے جن کا وعدہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے حق میں خدا نے کیا تھا اس میں بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے لہذا توریت میں "بھائیوں" سے بنی اسرائیل بھی مراد لئے جاتے ہیں اور بنی اسمٰعیل بھی۔

اب دیکھنا صرف یہ رہ جاتا ہے کہ استثناء والی پیشگوئی میں "بھائیوں" سے مراد بنی اسرائیل ہیں یا بنی اسمٰعیل سو پیشگوئی کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں ہرگز ہرگز بنی اسرائیل مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کہہ کر کہ ہمیں آئندہ نہ تو خدا کی آواز سنی پڑے اور نہ اس کا جلوہ ہمیں پھر دیکھنا پڑے۔ اپنے آپ کو اس انعام سے محروم کر لیا تھا کہ دائمی شریعت والا عظیم الشان نبی ان میں سے مبعوث

ہو۔ اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ پیشگوئیوں میں "بھائیوں" سے مراد بنی اسرائیل ہیں تو پھر پیشگوئی کی ساری عبارت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ خدا کہتا یہ ہے کہ میں تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰؑ کے مانند ایک نبی برپا کروں گا اور یہ اُس درخواست کے مطابق ہوگا جو تم نے اپنے خدا سے مجمع کے دن حورب میں کی تھی کہ آئندہ ہمیں خدا کی آواز سُننے اور اس کا جلوہ دیکھنے سے معاف رکھا جائے۔ خدا کہتا ہے کہ ہم نے تمہاری یہ درخواست منظور کر لی ہے اب ہم تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰؑ جیسا ایک نبی پیدا کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نبی تمہاری درخواست کے مطابق تم میں سے یعنی بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ تمہارے بھائیوں میں سے مبعوث ہوگا۔ برخلاف اس کے اگر یہ مانا جائے کہ "بھائیوں" سے مراد خود بنی اسرائیل ہی ہیں تو بات یوں بنتی ہے کہ خدا کہتا ہے دیکھو اے بنی اسرائیل! تم آئندہ نہ میری آواز سُننا چاہتے ہو، نہ میرا جلوہ ہی دیکھنے پر آمادہ ہو۔ میں نے تمہاری یہ درخواست مان لی ہے لیکن اس کے باوجود موسیٰؑ جیسا نبی جس نے میری آواز سُنی اور میرا جلوہ دیکھا تھا میں تم میں سے ہی مبعوث کروں گا۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ بے معنی بات ہے۔ اگر خدا نے درخواست منظور کر لی ہے تو پھر اسے تو کہنا یہ چاہیئے کہ اب میں تم میں موسیٰؑ جیسا نبی مبعوث نہیں کروں گا۔ ہاں درخواست رد ہونے کی صورت میں خدا کہہ سکتا تھا کہ تم لاکھ کفرانِ نعمت کرو، لاکھ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسو اور آنکھوں پر پٹیاں باندھو میں تو آئندہ تم ہی میں سے موسیٰ جیسا ایک نبی برپا کروں گا اور تمہیں پھر میری آواز سُننی اور جلوہ دیکھنا پڑے گا۔ بنی اسرائیل کی درخواست کا منظور ہو جانا ہی اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ آئندہ شریعت والے الہام سے وہ محروم قرار دیئے گئے۔ اور ان کی بجائے یہ الہام ان کے اُن بھائیوں کی طرف منتقل ہو گیا جو غیر اسرائیلی ہیں اور وہ بھائی بجز بنی اسمٰعیل کے اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ سو اس میں کیا شک ہے کہ اس وعدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بنی اسمٰعیل میں سے تھے دنیا میں مبعوث ہوئے اور اس پیشگوئی کے اصل اور حقیقی مصداق قرار پائے۔

دوسری علامت یہ تھی کہ وہ موسیٰؑ کے مانند یعنی اُن جیسا نبی ہوگا۔ اس میں یہ اشارہ مقصود تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت نبی ہیں وہ بھی صاحبِ شریعت نبی ہوگا۔ چنانچہ یہ علامت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ہی پوری ہوتی ہے۔ کیونکہ آپؐ آخری اور دائمی شریعت لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ پھر آپؐ نے حسبِ پیشگوئی باقاعدہ موسیٰؑ کے مانند نبی ہونے کا دعوےٰ بھی کیا۔ چنانچہ قرآن مجید کی یہ آیت إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا (سورۃ المزمل) آپؐ کے اس دعویٰ پر گواہ ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف تم میں سے ایک رسول بھیجا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰؑ کی طرح صاحبِ شریعت نبی ہیں۔ یہی وجہ ہے آپؐ نے مسیحؑ کی طرح یہ نہیں کہا کہ میں تورات کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ آپؐ نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک نئی شریعت پیش کی اور کہا۔ اب تمام بنی نوع انسان کی نجات اس شریعت پر عمل پیرا ہونے سے ہی وابستہ ہے۔

پیشگوئی میں **تیسری علامت** یہ بیان کی گئی تھی کہ وہ نبی سب صداقتیں لوگوں تک پہنچائے گا اور سچائی کی سب راہوں سے انہیں آگاہ کرے گا۔ چنانچہ آپ ایک کامل دین اور کامل شریعت لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے جیسا کہ قرآن مجید کی یہ آیت آپؐ کی شریعت کے اکمل اور اتم

ہونے پر گواہ ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ) یعنی میں نے آج اس کلام کے ذریعے سے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور ہدایت کی نعمت تمہارے لئے کمال تک پہنچا دی ہے اور امن اور سلامتی کو تمہارا مذہب قرار دیدیا ہے۔ پس آپ ہی تھے جن کو ساری سچائیاں بتائی گئیں اور جنہوں نے دنیا کو ساری سچائیاں بتا دیں اور کوئی ایک سچائی بھی نہیں چھپائی۔ مسیح علیہ السلام کے زمانے میں ابھی لوگ ساری سچائیاں سننے اور انہیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت انسان روحانی ارتقاء کی سب منزلیں طے کرنے کے قابل ہو چکا تھا اور وقت آگیا تھا کہ بندوں کی ہدایت کے لئے ساری سچائیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو جائیں اور خدا کا رسول وہ ساری سچائیاں لوگوں کو سنا دے۔

چوتھی علامت اس نبی کی یہ بیان کی گئی تھی کہ خدا اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالے گا جسے وہ سب کا سب لوگوں تک پہنچائے گا اور پہنچائے گا بھی خدا کا نام لیکر۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خواہش نفسانی سے کوئی کلام نہیں کیا بلکہ وہی کچھ کہا جو خدا نے آپ پر بذریعہ وحی نازل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ (النجم آیت ۴، ۵) یعنی ہمارا یہ رسول اپنے دل سے کوئی بات نہیں کہتا۔ قرآن مجید کی شکل میں یہ جو کچھ پیش کر رہا ہے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی ہے۔ نیز آپ نے اس وحی کو اسلئے لوگوں تک پہنچایا کہ خدا نے آپ کو اس کے پہنچانے کا ان الفاظ میں حکم دیا تھا:۔

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ
مِنْ رَّبِّكَ۔

یعنی اے رسول! تیرے رب کی طرف سے
تجھ پر جو کچھ نازل کیا جاتا ہے اسے لوگوں
تک پہنچا۔ اسے یا اس کے کسی حصے کو اپنے
پاس نہ رکھ چھوڑ۔"

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ نے خدا کا نام لے لے کر لوگوں تک خدا کے پیغام کو پہنچایا۔ کیونکہ یہ امتیاز بھی آپ ہی کی لائی ہوئی شریعت کو حاصل ہے کہ اس کی ہر سورۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے پڑھتا ہوں۔ اس طرح آپ نے وہی کچھ لوگوں تک پہنچایا جو خدا نے آپ کے منہ میں ڈالا اور اسلئے پہنچایا کہ خدا نے اس کے پہنچانے کا آپ کو حکم دیا۔ اور پھر پہنچایا بھی اس حال میں کہ آپ ان پر ہر بات کو خدا کا نام لے لے کر پڑھتے جاتے تھے۔

پانچویں علامت یہ تھی کہ جو بھی غلط طور پر اپنے آپکو اس پیشگوئی کا مصداق ظاہر کرے گا وہ قتل ہوگا۔ اس میں یہ بتانا مقصود تھا کہ جو اس پیشگوئی کا اصل مصداق ہوگا اُسے اس کے دشمن مارنے یا قتل کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے اور اس کا اس طرح بچ رہنا ایک نشان ہوگا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کی اور اپنے ناپاک ارادوں کو بروئے کار لانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح محفوظ رکھا اور حسب پیشگوئی آپ کے دشمن باوجود قدرت اور طاقت رکھنے کے آپ کو مارنے پر قادر نہ ہو سکے اور اسلئے نہ ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تجھے لوگوں کے شر سے بچائیں گے جیسا کہ فرمایا وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ) یعنی ہم تجھے انسانوں کے حملوں سے

بچائیں گے اور تیری جان کی حفاظت کریں گے۔ الغرض کسی لحاظ سے بھی دیکھا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی استثناء والی پیشگوئی کے اصل حقیقی اور براہِ راست مصداق ثابت ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کا پیش کردہ "النبی"

پھر یہی نہیں کہ استثناء والی پیشگوئی کی ایک ایک بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس میں پوری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک ایک بات کے پورا ہونے کی قرآن مجید میں گواہی دی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کے لئے خاص "النبی" کا لفظ استعمال کرکے یہودیوں اور عیسائیوں پر یہ قاعدہ اتمام حجت کیا ہے کہ دیکھو ہمارا یہ رسول ہی "وہ نبی" ہے جس کا اسی نام سے انجیل اور توریت میں ذکر موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ

(الاعراف: ۱۵۸)

یعنی "وہ لوگ جو ہمارے اس رسول "النبی" الامّی کی یعنی "وہ نبی" کی اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر توریت اور انجیل میں یہود اور نصاریٰ کے پاس لکھا ہوا موجود ہے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص طور پر الرسول کا بدل "النبی" یعنی "وہ نبی" کا لفظ استعمال کرکے اور یہ بتا کر کہ اس نبی کا ذکر یہود اور نصاریٰ کے پاس توریت اور انجیل دونوں میں لکھا ہوا موجود ہے صاف طور پر واضح کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کے موعود نبی ہیں اور آپ ہی اس پیشگوئی کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔ گویا اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بھی موجود ہے اور اس کے دلائل بھی موجود ہیں اور پھر واقعات سے، ہاں ایسے واقعات سے جو از روئے تاریخ ثابت شدہ ہیں اس دعوے اور ان دلائل کی پوری پوری تائید و تصدیق بھی موجود ہے۔ ان حالات میں یہودیوں اور عیسائیوں پر پوری طرح اتمام حجت ہو جاتا ہے کہ وہ اس عظیم الشان نبی کے پیغام کو سنیں اس پر غور کریں اور ایمان لائیں تاکہ خدا کے نزدیک سرخرو ٹھہریں۔

مسیحؑ کے حق میں توریت کی پیش خبری

اس کے بالمقابل جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں نہ صرف یہ کہ استثناء والی پیشگوئی کی کوئی علامت بھی مسیح علیہ السلام میں پوری نہیں ہوتی بلکہ آپ یہ کہہ کر کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا، میں ساری باتیں تمہیں نہیں بتا سکتا کیونکہ تم ابھی ان کی برداشت نہیں رکھتے، میرے جانے کے بعد روحِ حق آئے گا جو تمہیں ساری باتیں بتائے گا صاف اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں، اس کا مصداق میرے بعد ظاہر ہونے والا ہے تم پر لازم ہے کہ تم اس کی سنو اور اس پر ایمان لاؤ یہی وجہ ہے کہ ہمیں انجیل میں کوئی ایک فقرہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں مسیح علیہ السلام نے خود اپنی زبان سے خاص استثناء والی پیشگوئی کا حوالہ دے کر اور اس میں بیان کردہ صفات کو اپنی طرف منسوب کرکے اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ البتہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا ایک قول ایسا ہے جس میں انہوں نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ موسیٰ نے میری بعثت کی پہلے سے خبر دے رکھی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے اس لئے کہ اس نے میرے حق میں لکھا

ہے۔" (یوحنا باب ۵۔ آیت ۴۶)

اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ فی الحقیقت یہ مسیح علیہ السلام کا اپنا قول ہے اور یہ اُن آیات میں سے نہیں ہے جنہیں یورپی محققین کی ریسرچ[1] کے مطابق توریت سے مطابقت دکھانے کی خاطر بعد میں بڑھایا گیا تھا پھر بھی انجیل یوحنا کی اِس آیت میں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ مسیح علیہ السلام اپنے آپکو استثناء والی پیشگوئی کا مصداق ظاہر کررہے ہیں۔ اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مسیح علیہ السلام کی بعثت کے متعلق بھی کوئی پیشگوئی کی تھی لیکن یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ وہ لازمی طور پر استثناء والی پیشگوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف یہی نہیں فرمایا کہ آپ کی بعثت کی خبر توریت اور انجیل میں پہلے سے موجود ہے بلکہ ساتھ ہی کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فرما کر اور آپؐ کو "النبی" قرار دیکر بتا دیا کہ ہمارا یہ رسول موسیٰ کے مانند رسول ہے اور "وہ نبی" کے لقب کا حقدار ہوتے ہوئے استثناء والی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ برخلاف اس کے مسیح علیہ السلام کے مذکورہ بالا قول میں ایسی کوئی تخصیص موجود نہیں ہے جس کی بناء پر یہ باور کیا جاسکے کہ آپ نے خاص استثناء والی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا ہے ایسی صورت میں لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ آپ نے اس میں توریت کی کسی اور پیشگوئی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہم ہرگز اِس بات کے قائل نہیں ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے مسیح علیہ السلام کی بعثت کے متعلق سرے سے کوئی پیشگوئی نہیں کی تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے۔ چنانچہ آپکی بعثت کے متعلق بھی توریت میں اشارے موجود ہیں اور ہمیں اِس امر کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں ہے کہ توریت میں مسیح علیہ السلام کی بعثت کی خبر بھی موجود ہے۔ البتہ اگر یوحنا باب ۵ آیت ۴۶ مسیح علیہ السلام کے اپنے قول پر مشتمل ہے تو اس میں استثناء والی پیشگوئی کی طرف ہرگز کوئی اشارہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کی کوئی علامت بھی آپ میں پوری نہیں ہوتی۔ البتہ اس قول کا اشارہ استثناء باب ۳۳ میں مذکورہ پیشگوئی کے اِس جزو سے ہوسکتا ہے جس میں مسیح علیہ السلام کی بعثت کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ ہمارے اپنے عقیدے کے مطابق شعیر والی پیشگوئی کا حصہ حضرت مسیح علیہ السلام پر چسپاں ہوتا ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیان فرمودہ ہے۔

بیشک مسیح علیہ السلام اپنے متعلق استثناء والی پیشگوئی کی طرف خصوصیت کے ساتھ کوئی اشارہ نہیں کرتے اور نہ اس میں بیان کردہ کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور نہ فی الواقعہ آپ اِن صفات کے حامل ہی تھے تو پھر مسیح علیہ السلام کے اِس قول سے کہ "موسیٰ نے میرے حق میں لکھا ہے" یہ مراد لینا کہ اس میں استثناء والی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اِس قول میں مسیح

---

[1] حوالہ کے لئے دیکھیں مسٹر ٹی۔ آر۔ گلوور کی کتاب "The Conflict of Religions in the Early Roman Empire" (سلطنت روما کے ابتدائی دَور میں مختلف مذاہب کی باہمی کشمکش) صفحہ ۱۸۳۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ مسیح پر عہد نامہ قدیم کی بہت سی آیات کو چسپاں کرنیکا طریق بہت بعد میں وضع کیا گیا اور اس کے تحت اناجیل میں بعض اقوال کا اضافہ کرکے خواہ مخواہ انہیں مسیح کی طرف منسوب کردیا گیا۔

علیہ السلام لازماً توریت کی کسی اور پیشگوئی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جیسا کہ مثال کے طور پر ایک پیشگوئی کا ہم نے اُوپر ذکر بھی کیا ہے۔

خلاصۂ کلام الغرض کسی لحاظ سے بھی کیوں نہ دیکھا جائے مسیح علیہ السلام "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کے مصداق قرار نہیں پاتے۔ نہ مسیح علیہ السلام کے کسی قول سے واضح طور پر اس کی تصدیق ہوتی ہے، نہ جناب پطرس اور دَورِ اوّل کے مسیحی اس کے قائل تھے، اور نہ زمانۂ مابعد کے عیسائی علماء میں اس پر کوئی اتفاق پایا جاتا تھا کہ مسیح علیہ السلام استثناء والی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اس کے بالمقابل استثناء والی پیشگوئی کا لفظ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیشگوئی کا مصداق ثابت کر رہا ہے۔ اور آپؐ کا اپنا دعویٰ بھی یہی ہے کہ میں "وہ نبی" اور استثناء والی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ مسیح علیہ السلام خود خبر دیتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا مصداق مسیح کی آمدِ اوّل کے بعد اور ان کی آمدِ ثانی سے قبل مبعوث ہوگا۔ یہ سب باتیں اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ اس پیشگوئی کے مصداق ایک ہی وجود ہیں اور وہ ہیں ہمارے محبوب آقا —— محمد صلی اللہ علیہ وسلم ؎

یادِ قادیاں

(از جناب کیپٹن ملک خادم حسین صاحب پنشنر)

میں بھی چھیڑوں داستانِ قادیاں
یا الٰہی! دے زبانِ قادیاں

میری آنکھوں سے کوئی دیکھے ذرا
سرزمین و آسمانِ قادیاں

سنکھ ہو ناقوس یا بانگِ جرس
سب سے بہتر ہے اذانِ قادیاں

کھنچ گیا نقشہ "ذبحِ عظیم"
اللہ اللہ! امتحانِ قادیاں

دے شفا تجھ کو خداوندِ کریم
میرے آقا! پاسبانِ قادیاں

اے خدا! اے قادرِ مشکل کشا
سب کو لے چل درمیانِ قادیاں

آرزو ہے یہ جبینِ شوق کی
ہم بھی دیکھیں آستانِ قادیاں

پاسباں ہے پرچمِ توحید کا
یہ منارہ! یہ نشانِ قادیاں

دھیرے دھیرے منزلِ مقصود کو
بڑھ رہا ہے کاروانِ قادیاں

یاد پھر آنے لگی بزمِ حبیبؐ
دیکھ کر یہ عاشقانِ قادیاں

تو انہیں چشمِ حقارت سے نہ دیکھ
ان سے وابستہ ہے شانِ قادیاں

گردشیں ان کو مٹا سکتی نہیں
زندہ ہیں یہ کشتگانِ قادیاں

نسخۂ وصلِ خدا کیا چیز ہے؟!
جانتے ہیں رازدانِ قادیاں

یہ دُعا ہے خادمِ مہجور کی
خوش رہیں سب ساکنانِ قادیاں

صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر ایک دلیل

کرم آباد کا عبرتناک منظر

(از جناب مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ)

مولوی ظفر علی خاں صاحب آف زمیندار لاہور کا آبائی وطن کرم آباد وزیر آباد سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر پختہ سڑک پر واقعہ ہے۔ مولوی اختر علی صاحب نے ایک بار زمیندار اخبار میں لکھا تھا کہ والد مرحوم کی تین خواہشات تھیں۔ ایک یہ کہ کرم آباد میں مسجد کی تعمیر کی تکمیل۔ دوسری خواہش یہ تھی کہ انگریز اس ملک سے چلا جائے۔ تیسری خواہش یہ تھی کہ مرزائیت (احمدیت) اس دنیا سے مٹ جائے۔ الحمدللہ کہ کرم آباد میں عظیم الشان مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔ انگریز بوریا بستر گول کر کے سمندر پار جا چکا ہے رہی مرزائیت سو اس کی لاش تابوت میں رکھ کر کیل ٹھونکے جا رہے ہیں اور اب وہ جلد ہی چناب کی لہروں کی نذر کر دی جائے گی۔ یہ الفاظ ۱۹۵۳ء کے ہنگامہ خیز دور میں کہے گئے تھے۔

اب ۲۵ جون خاکسار کو مولانا ابوالعطاء صاحب کی معیت میں وزیر آباد جانے کا اتفاق ہوا۔ شام کو جب ہم نے سیر کے لئے باہر جانے کا ارادہ کیا تو مکرم غلام احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ وزیر آباد نے کہا کہ آپ کو کرم آباد کیوں نہ دکھایا جائے۔ ہم نے کہا اس سے اچھا پروگرام سیر کا اور کیا ہوگا۔ انہوں نے اپنا تانگہ منگوایا اور تیز رفتار گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا۔

ہمارا ذہن تخیلات کی آماجگاہ بن گیا۔ وہ کرم آباد جس کے مختلف فوٹو زمیندار میں چھپتے، جہاں زیرو دل کے ورود کی خبریں بڑی کالمی سرخیوں کے ساتھ زمیندار کی زینت بنتیں، جہاں علاقے کے لوگوں کے جھگڑے چکانے کی خبریں ملک کے جریدہ زمیندار میں شائع ہوتیں۔ جس جگہ کی تکمیل کا تعلق احمدیت کی شکست کے ساتھ بیان کیا جاتا تھا آج اس جگہ کو دیکھنے جا رہے ہیں جس شخص کی تصویر کے نیچے یہ لکھا ہوتا تھا کہ اس کے قلم آتش فشاں سے احمدیت کی عمارت مسمار ہو رہی ہے آج اس عظیم شخصیت کے "متاع بیکار" کو دیکھنے جا رہے تھے۔ ابھی کوئی ایک میل بمشکل شہر سے باہر نکلے ہوں گے کہ دو بلند و بالا مینار نظر آئے اور ہم نے برادرم غلام احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت سے دریافت کیا کہ یہی ہے کرم آباد؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور تھوڑی ہی دیر میں تانگہ ایک عظیم الشان کوٹھی، مسجد اور ہرے بھرے باغ کے سامنے کھڑا تھا۔ مسجد کے سامنے کی طرف دو خوبصورت اور بلند مینار مسجد کو مزین کر رہے تھے۔ مسجد اگرچہ بہت وسیع نہ تھی لیکن اچھی بلند اور خوبصورت تھی۔ سامنے شیشوں میں مختلف آیات اور اشعار لکھے تھے اور مسجد کے سامنے مختلف جگہ وہ جڑے تھے۔ جہاں اُوپر آیات اور اشعار تھے وہاں قرآن مجید کی یہ آیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہام "الیس اللہ بکاف عبدہٗ" بھی تحریر تھا۔ جہاں یہ شعر لکھا تھا

نماز اچھی حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جن کے مشن کو مٹانے کیلئے

یہ جگہ بطور بنیاد بنائی گئی تھی) کا یہ مشہور شعر بھی کندہ تھا۔

؎ عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

کیا یہ سب کچھ دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس شعر کی سچائی ہویدا نہ ہوتی تھی ؎

إِنِّی اَموتُ وَلَا تَموتُ مَحَبَّتِی
یُدرَیٰ بِذِکرِكَ فِی التُّرابِ نِدائی

کہ اے خداوند! مَیں تو مر جاؤں گا لیکن میری محبت جو تجھ سے ہے وہ نہیں مرے گی اور قبر کے اندر سے میری آواز میں تیرا ہی ذکر سنا جائے گا۔

اللہ اللہ! احمدیت کو مٹانے والے اپنی مساجد پر بانیٔ احمدیت کے وہ اشعار لکھتے ہیں جن میں بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے محبوب اور مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی تھی۔ کیا یہ قدرت کا ایک نشان نہیں۔ کہ کرم آباد کی مسجد میں بھی احمدیت کے نقوش موجود ہیں؟ مسجد کی سیڑھیوں کے پاس دائیں طرف ایک سنگ مرمر کا پتھر نصب تھا جس پر یہ الفاظ کندہ تھے :۔

"دارالعلوم سراج المساجد کرم آباد
عزت مآب خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ
مملکت پاکستان نے بروز پنجشنبہ
۷ر جنوری ۱۹۵۱ء کو سنگِ بنیاد نصب
کیا"

وہاں کے رہنے والے احباب نے بتلایا کہ اب ایک یا دو آدمی مسجد میں نمازی ہوتے ہیں۔ اسلئے بھی کہ اس کے قریب آبادی بہت تھوڑی ہے۔ گاؤں قدرے فاصلہ پر ہے۔ یہ بھی علم نہیں کہ اِس مسجد میں کبھی دارالعلوم تھا یا نہیں۔ اب کسی قسم کا کوئی انتظام نہیں۔ ہاں اتنا ضرور معلوم ہوا کہ پہلے مسجد میں ایک امام مقرر تھا اب وہ بھی نہیں۔

مسجد سے ملحقہ ایک کوٹھی بہت عظیم الشان تھی۔ جس کے سامنے کی طرف یہ الفاظ لکھے تھے :۔

ظفر علی خاں منزل ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۷ء

کوٹھی کے سامنے بہت چھوٹا سا لان تھا۔ کوٹھی کی پچھلی طرف بہت عمدہ برآمدوں اور کمروں پر مشتمل تھی۔ پچھلا حصہ ۱۹۵۳ء میں بنا تھا۔ گویا "تحریک ختم نبوت" کے روپیہ کا ایک مصرف یہ تھا۔ کوٹھی میں بجلی جنریٹر سے پیدا کی گئی تھی۔ ایک تالاب بھی کوٹھی میں تھا جسے گرمی کے دنوں میں بھر دیا جاتا۔ یہ سایہ دار جگہ میں تھا۔ اس کے اُوپر گرمیوں میں کرسیاں بچھا دی جاتیں اور اختر علی خاں یہاں فروکش ہوتے۔ عید کے دن یہیں تالاب کے کنارے مولانا اختر علی قوالی کرواتے اور کوٹھی اور اس کی فضا ہارمونیم اور طبلوں کی تھاپ سے گونجتی۔ لیکن اب یہ کوٹھی ویران تھی۔ بعض کمرے اس کے کھلے تھے بعض بند تھے۔ اور ایک برآمدے میں ایک چارپائی پڑی تھی۔ کوٹھی کے ساتھ ایک اور کوٹھی زیرِ تعمیر تھی جو درمیان میں ہی لٹک گئی تھی۔ کوٹھی کی ویرانی عبرت کا ایک نظارہ پیش کر رہی تھی۔ وہ نل شکستہ ہو گئے تھے جو تالاب کو بھرتے تھے۔ اب کوٹھی کو سنبھالنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ سُنا ہے اب "مولانا اختر علی خان" کی اولاد اِس زمین، کوٹھی اور باغ کو فروخت کر رہی ہے۔ قیمت طے ہو رہی ہے۔ اور اولاد برملا کہتی ہے کہ ہمارے آباء نے کیا غلطی کی کہ یہاں اتنی بڑی کوٹھی بنا دی۔ جو شہر لاہور میں جائیداد بنائی تھی اس کا بھی کافی حصہ بک چکا ہے اور اب وہ جائیداد جس کی تکمیل کی خواہش بڑوں کو تھی وہ بھی منڈی میں بکنے کے لئے لائی جاچکی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

باغ کوٹھی کے عقب میں واقع ہے، پھلدار پودوں پر مشتمل ہے۔ روشیں بنی ہوئی تھیں۔ تالاب میں سے پختہ

نالیاں باغ میں جاتی ہیں ۔ اب بھی سفید اور سُرخ کنیر کے پھول کہیں کہیں نظر آتے تھے ۔ کوٹھی کے جانب مغرب درختوں کے نیچے ایک بڑے چبوترے پر تین قبریں بنی ہوئی ہیں ۔ بتایا گیا کہ یہ قبریں ظفر علی خاں صاحب اُن کی اہلیہ اور اختر علی خاں کی ہیں ۔ لیکن قبروں پر کوئی کتبہ وغیرہ نہ تھا ۔ باغ ، کوٹھی اور مسجد میں ہمیں کوئی آدمی نظر نہ آیا سوائے ایک آدمی کے جو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا یا ایک آدھ زمیندار کے جو ہاتھ میں درانتی لئے اپنے کھیتوں کو جا رہا تھا ۔

ایک راوی نے بتلایا کہ وزیر آباد کے جو ڈاکٹر صاحب اختر علی خاں کے علاج کے لئے یہاں آیا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ ان کی آخری مرض میں انہوں نے تحریک ختم نبوت کی حقیقت کے متعلق ان سے گفتگو کی تو جواب میں مولانا نے کہا "قوم کو اُلو بنایا ہم نے"۔ اس کی تفصیل درکار ہو تو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حالات اخبارات میں پڑھیے کہ مولانا اختر علی کے متعلق اخبارات نے کیا لکھا تھا ۔ کتنے سادہ لوح تھے عوام ۔ بہرحال افکار کے ہجوم میں مغرب سے ذرا پہلے ہم وزیر آباد لوٹ آئے ۔

رُوئے نیاز

(مکرم مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم)

دل مچل کر رہ گیا حسنِ گلستاں دیکھ کر
یاد آیا پھر کوئی جشنِ بہاراں دیکھ کر

اک نظر پر منحصر ہے جان و دل کا فیصلہ
کون کرتا ہے محبت عہد و پیماں دیکھ کر

جب کبھی آتا ہے دل میں انکے آنے کا خیال
ڈبڈبا جاتی ہیں آنکھیں گھر کا ساماں دیکھ کر

دل میں کیا کیا ولولے تھے اشتیاقِ دید کے
جان لیتے کاش وہ نالوں کا عنواں دیکھ کر

یوں تو گلشن میں گل و لالہ کی محفل ہے نصیب
دم نکل جاتا ہے لیکن برق و باراں دیکھ کر

جانے کس قبلے کی جانب پھر گیا روئے نیاز
خود چلا آتا ہے کعبہ جذبِ ایماں دیکھ کر

مصلحِ شیدا نے کس کو دیکھ پایا ہے یہاں
پھیر بیٹھا ہے جو نظریں بزمِ امکاں دیکھ کر

آپ کے خطوط

ایڈیٹر کی ڈاک

۱۔ جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور ۶ جولائی کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق وافر عطا فرما دے۔ آمین۔ یوں تو "الفرقان" کی ہر اشاعت پر آپ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے لیکن جو روحانی لذت گذشتہ شمارہ کے مطالعہ سے ہوئی اس کا اندازہ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

مضامین نہایت تحقیقی، نہایت آسان اور عام فہم اور انتخاب کے لحاظ سے ضرورت وقت کے تقاضا کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے اور جزائے دارین اور احسن عطا فرمائے۔ آمین۔"

۲۔ جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

"الفرقان" بابت جولائی ۱۹۶۰ء میں جناب قاسم الدین صاحب آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ الفرقان کا نماز نمبر نکالیں۔ میں اس استدعا کی تائید کرتا ہوں۔ نماز کی تاریخی حیثیت سے مجھے بہت دلچسپی ہے کہ اسلام میں پہلی نماز کس طرح کی پڑھی گئی۔"

۳۔ جناب میاں غلام احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ وزیرآباد تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس مشورہ سے اتفاق ہے کہ آئندہ تفسیر قرآن مجید کے لئے چار صفحے آخر پر شامل کر دیئے جاویں تاکہ الگ مجموعہ ہوسکے۔ رسالہ الفرقان کا نماز نمبر اگر علیحدہ شائع ہو تو بہت مفید ہوگا۔ آپ ضرور کوشش فرما دیں کہ یہ خاص نمبر جلدی شائع ہو جائے۔

تمام احباب کو الفرقان کے لائف ممبر بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ الفرقان جیسا کہ اس وقت تبلیغ میں امداد کر رہا ہے اس سے زیادہ اعلیٰ پیمانے پر شائع ہونا شروع ہو جائے۔ فتنۂ بہائیت کے انسداد کیلئے آپ کی کوشش جاری رہنی چاہیئے۔ اور کوشش فرماویں کہ کتابت اور طباعت اس سے بھی اچھی ہو۔"

۴۔ جناب الحاج محمد ابراہیم صاحب خلیل انسپکٹر وقف جدید حلقہ پشاور سابق مبلغ افریقہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"رسالہ الفرقان ماہ جولائی بغور مطالعہ کیا۔ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ خیر الکلام ما قلّ و دلّ کے ماتحت مضامین مختصر، مدلل اور حد درجہ دلچسپ اور مفید ہیں۔ خدا کرے کہ یہ رسالہ دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوکر ہر گھر میں پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ بندہ کو بھی لائف ممبر بننے کی توفیق بخشے۔ دعا فرمائیں آپ کا احسان ہوگا۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں کتابیں لکھی جاچکی اور لکھی جارہی ہیں۔

لیکن حیات عیسیٰ مسیح بن مریمؑ پر آج تک کوئی کتاب یا رسالہ یا مضمون احمدی نقطۂ نگاہ سے نہیں لکھا گیا۔ حالانکہ آدھی دنیا مسیحی ہے۔ ہمارے باہر کے ممالک کے احمدیہ سکولوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر آپ ایک دو صفحے ہر پرچہ میں شائع کریں تو بہتر ہوگا۔ مکرم امیر صاحب ضلع سیالکوٹ کا ارشاد کہ نماز کے متعلق ایک خاص نمبر شائع کیا جائے کے متعلق ایک مضمون ہی کافی ہے سب مسائل حدیث و فقہ میں موجود ہیں۔"

۵۔ جناب ملک مبارک احمد خان صاحب امین آبادی تحریر فرماتے ہیں:۔

"سورۂ بقرہ کی تفسیر جو مکمل ہو چکی ہے ایک صفحہ پر متن اور سامنے کے صفحہ پر ترجمہ و تفسیر ۳۰×۲۰/۱۶ کے سائز پر طبع کرا دیں تو قرآن کریم سمجھنے کا شوق رکھنے والوں پر احسان عظیم ہوگا۔ ترجمہ بجائے خود تفسیر ہے سلیس بامحاورہ اور شستہ زبان ایسی جو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ جزاکم اللہ تعالےٰ۔ الفرقان میں بھی ترجمہ بین السطور کی بجائے سامنے کے کالم میں لکھا جائے تو خوب ہوگا۔"

۶۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے رسالہ "الفرقان" کے نام میں بڑی جاذبیت ہے۔ خصوصاً میرے لئے جسے قرآن مجید کے متعلق ایک عشق عطا ہوا ہے الحمد للہ۔ بڑے اہتمام سے آپ کے الفرقان کا انتظار رہتا ہے اور بڑے اہتمام سے اس کے مضامین خصوصیت سے وہ مضامین پڑھتا ہوں جن کا تعلق قرآن کریم کی آیات سے ہو۔ اور یہ بڑی خواہش رہتی ہے کہ زیادہ تر حصہ قرآن مجید سے ہی مخصوص ہو۔ آخری شمارہ ماہ جولائی میں مکرمی یحییٰ افضلی صاحب کا مضمون شائع ہوا۔ مضمون اچھا ہے لیکن اس کے متعلق دو باتوں کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں اور اس میں صرف اصلاح مقصود ہے۔ ایک یہ کہ جن مصادر سے باتیں اخذ کی گئی ہیں ان کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ مثلاً آیات کی فصاحت و بلاغت کے متعلق جو بعض آیات پیش کی گئی ہیں ان کے متعلق ماہرین فن کے حوالے مضمون کی صحت میں قوت پیدا کر دیتے ہیں۔ دوسرا امر یہ کہ اپنے طرز بیان میں اس درجِ ادب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو قرآن مجید کی شان کے مطابق ہو۔"

۷۔ جناب میاں محمد رمضان صاحب گجرات سے لکھتے ہیں:۔

"رسالہ الفرقان ماہ جولائی موصول ہوا۔ صفحہ ۵۱ پر "آپ کے خطوط" کے عنوان میں مکرم بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت سیالکوٹ کی تحریک "خاص نمبر نماز کے متعلق" نہایت عمدہ اور بہترین تجویز ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ رسالہ خواہ حجم میں زیادہ ہو جائے لیکن ہر رنگ میں مکمل ہو۔ عربی کا تحت لفظی ترجمہ بھی ہو۔ تا بچوں کو تعلیم دینے میں کام آئے۔"

۸۔ جناب چودھری عنایت اللہ صاحب مشرقی افریقہ سے لکھتے ہیں:۔

"رسالہ الفرقان بفضلہ تعالیٰ نہایت ہی مفید علمی خدمت بجا لا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی اشاعت کو حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے منشاء کے مطابق بڑھانے میں ہم سب کی
مدد فرمائے۔ آمین "

۹۔ جناب سعد اللہ جان صاحب ایڈووکیٹ مردان تحریر فرماتے ہیں:۔
"آپ کے رسالہ الفرقان کے مضامین نہایت
قیمتی، پُر از معلومات ہوتے ہیں لیکن اس کا
ظاہری سائن بورڈ چنداں دلکش نہیں ہوتا۔
پرویز کے رسالہ طلوع اسلام کے مضامین
کچھ بھی نہیں ہوتے لیکن سائن بورڈ یعنی
بیرونی اوراق دلکش ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے
رسالہ کے بیرونی اوراق دلکش بنانے میں
زیادہ خرچ ہوگا۔ ممکن ہے آپ خریداروں
کی کمی کی شکایت کریں لیکن رسالہ دلکش بنانے
سے یقیناً خریداروں کی تعداد میں اضافہ ہوگا"

۱۰۔ جناب مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش مبلغ سلسلہ
بھاگلپور (بھارت) سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"مجھ ناچیز غریب الوطن درویش کی عاجزانہ
دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اور آپ جیسے
نافع الناس اور حقیقی ناصرین دین متین کو ہر
برکت کے ساتھ عمر نوح عطا فرما دے۔ اور
اللہ تعالیٰ اس روحانی فیض کا سلسلہ قیامت
تک آپ سب کی نسلوں میں قائم و دائم رکھے آمین
ویسے تو آپ کے پرچے الفرقان کے تمام
مضامین ہی ایک گوہر نایاب کا رنگ رکھتے ہیں۔
مگر اس دفعہ سید عطاء اللہ صاحب بخاری
کے حالاتِ زندگی پڑھ کر ایک عجیب روحانی
سرور اور خدا کے پاک مسیح موعود علیہ السلام
کی صداقت کا ایک اور نشان ملا ہے ویسے
تو قدم قدم پر ہم لوگوں کو حضور پُرنور کی صداقت
کے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نشان ملتے ہیں
مگر ان ہزاروں نشانوں میں عطاء اللہ شاہ صاحب
بخاری کی حسرت ناک آخری زندگی اور لاچاری و
احمدیت کی ترقی اور تنظیم کا اقرار پہلے نشانوں میں
ایک اضافہ ہے"

۱۱۔ پاربتی پور مشرقی پاکستان سے ایک دوست جو ہنوز سلسلہ
احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔
"دلچسپ اور قابلِ احترام پرچہ الفرقان ملا۔
انگریزی طباعت کے بھی ۴ عدد مختلف عنوانوں
کے پمفلٹ ملے۔ احسان مند ہوں۔ ان طباعتوں
کے مجمل مطالعہ سے تو مجھے اب تک کوئی خلافِ
اسلام محمدی چیز نہیں ملی منصفانہ اور صبر و ضبط
کے زیرِ نظر مطالعہ تو یہی بتلاتے ہیں کہ جناب مسیح
حضرت مہدی مرزا غلام احمد صاحب کا عنوانِ
بیان قطعی طور پر مدلل اور قابلِ یقین ہے۔ بہرحال
مزید مطالعہ کی روشنی میں صحیح تر فیصلہ پر پہنچ سکونگا"

احباب خط و کتابت کرتے وقت اپنا
خریداری نمبر ضرور تحریر فرمایا کریں!

ضروری اعلان

آئندہ دس سال تک رسالہ کی بہتری اور مستقل طور پر اشاعت کے
انتظام کیلئے انشاء اللہ ماہ دسمبر [illegible] میں رسالہ کے خیرخواہ احباب و
بزرگان میں سے ایک مشاورتی کمیٹی بھی مقرر کی جائیگی جو مضامین اور دیگر
انتظامی امور کے بارے میں مفید ہدایات دیتی رہیگی۔ آپ سے درخواست
ہے کہ آپ بہت جلد معاونین خاص میں شمولیت فرما دیں اور رسالہ کی
بہتری کے لئے اپنی تجاویز سے بھی نوازیں۔ آپ کے ہر مشورہ پر پوری
توجہ دی جائے گی۔

خاکسار خادم
ابو العطاء جالندھری

شذرات

(۱) بہائی تحریک کو خلافِ قانون قرار دیدیا گیا

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور زیرِ عنوان "مصر میں بہائی تحریک پر پابندی" لکھتا ہے :-

"قاہرہ ۲ر اگست ـ صدر ناصر نے ایک خاص فرمان کے ذریعہ متحدہ عرب جمہوریہ میں بہائی تحریک کو خلافِ قانون قرار دیدیا ہے۔ اس نے اس تحریک کی پیروی کرنے والے تمام لوگوں کی املاک ضبط کر لینے کا بھی حکم دیا ہے"

(نوائے وقت ۲ر اگست سنہ ۶۰ء)

(۲) علماءِ کرام کے مشاغل

ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۲۶ر جون سنہ ۱۹۶۰ء رقمطراز ہے کہ :-

"پچھلے کئی مہینوں سے دیوبندی علماء کے دو گروہوں میں مسئلہ حیات النبیؐ پر ایک افسوسناک بحث جاری ہے۔ حد یہ ہے کہ اس بحث کی وجہ سے بعض علماء نے ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ صادر فرما دیا ہے۔ اِن دنوں تو اس قضیۂ نامرضیہ نے کچھ اس قدر شدت پکڑ لی ہے کہ علماءِ کرام کے اِن مشاغل کو دیکھ کر عقل دنگ ہے۔"

(۳) "ختمِ نبوت کے زمانہ" میں علماء کی حقیقت ظاہر ہوگئی

جناب صدر صاحب جامعہ رشیدیہ منٹگمری لکھتے ہیں :-

"اوّل تو ختمِ نبوت کے زمانہ میں تمام علماء کا کھرا کھوٹ قوم نے دیکھ لیا ہوا ہے۔ اگر یہ لیڈر کچھ بہادری کے آثار دکھلانا چاہتے ہیں تو میں ان کو گزارش کرتا ہوں کہ آپ حضرات اپنی سٹیج پر توحید خالص بیان کر کے دکھلا دیں۔"

(رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی جولائی اگست صفحہ ۱۲-۱۳)

(۴) امامِ غائب کو امامِ حاضر بنانے کا عجیب نسخہ

کراچی کے رسالہ "لقائے رب" کے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں :-

"اِن حالات میں مسلمانانِ عالم کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ ایک امام کی قیادت میں متحد ہو کر پوری دنیا کا نہ سہی کم از کم اپنا تحفظ کر لیں۔ یہ امام آسمان سے نہ اُترے گا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ امام المسلمین کو آسمانی ہدایت سے لیس ہونا چاہیئے تاکہ وہ دنیا کو نجات کی صحیح راہ دکھا سکے۔

لقائے رب اسی امام غائب کو حاضر کرنے کی فکر میں ہے اور اس مقصد کیلئے مسجدوں کے اماموں کو ایک سال سے پکار رہا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ جس دن مسجدوں کے امام صاحبان ایک ہو جائیں گے امام غائب خود بخود حاضر ہو جائیں گے ... دیکھنا ہے کہ ہمارے علماء کرام فتنہ کمیونزم کو کس دن فتنہ دجّال کہنا شروع کرتے ہیں اور اس کے استیصال کے لئے ایک ہوتے ہیں۔" (لقائے رب اگست سنہ ۱۹۶۰ء صفحہ ۲)

الفرقان :- "امام غائب" کو حاضر کرنے کا یہ عجیب نسخہ عمدہ ایجاد بندہ ہے۔ کیا اس پر عمل ممکن ہے؟ جب دجّال ظاہر ہو چکا تو مسیح موعود کا انکار کیوں ہے؟

"جوابِ گذارش"

بہائی رسالہ "بشارت" کراچی بابت جون ۶۰ء میں قاضی علی محمد صاحب سیالکوٹی کا اشتہار "گذارش" بطور تبلیغ شائع کیا گیا ہے۔ یہ اشتہار ہمارے جلسہ سالانہ ۵۹ء منعقدہ ۲۲/۲۳ جنوری کے فوراً بعد تقسیم ہوا تھا اور مجھے بھی ان دنوں ہی موصول ہوا تھا۔ میں نے اسی وقت اس کے جواب میں ایک خط قاضی صاحب موصوف کو لکھا تھا جسے ذیل میں بطور "جوابِ گذارش" شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی جناب قاضی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ آپ کا ایک کارڈ شروع جنوری ۶۰ء میں موصول ہوا تھا۔ الیکشن[1] اور جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے باعث جواب نہ دے سکا۔ ایک خیال یہ بھی تھا کہ مجھے پادری صاحبان سے گفتگو کے سلسلہ میں سیالکوٹ آنا تھا۔ ارادہ تھا کہ وہاں پر ہی آپ سے بھی گفتگو ہو سکے گی۔ مگر اب اچانک آپ کی طرف سے اشتہار "گذارش" موصول ہونے سے یہ افسوسناک خبر معلوم ہوئی کہ آپ بہائی ہو چکے ہیں۔ افسوس!

۲۔ آپ نے اشتہار میں "پوری پوری تحقیق" کا دعویٰ کیا ہے مگر آپ کا اوائل جنوری ۶۰ء میں ملنے والا کارڈ اس کے[2] خلاف ہے۔

۳۔ آپ لکھتے ہیں کہ:-

"جناب حضرت مرزا صاحب کے سامنے بھی جب یہ امر پیش کیا گیا تو انہوں نے بھی تکذیب کی بجائے خاموشی اختیار فرمائی۔ لہذا احمدی دوستوں کو بھی ان کے اس طریق عمل کو اختیار کرنا چاہیے۔"

محترم قاضی صاحب! کیا کوئی خدا ترس انسان اس کو درست تسلیم کر سکتا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام سے لیکر چشمۂ معرفت تک بہاء کے متعلق اب تک کچھ آتا پتا نہ تھا۔ یہاں ان کے مبلغین علمی صاحب اور ایک دو اور صاحب وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں اور لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ لیکن میں ان کے لیکچروں پر تو کبھی نہیں گیا۔ البتہ الگ ان سے بات چیت ہوتی رہی اور ان سے گفتگو کی جرأت مجھے نہ ہو سکتی اگر میرے پاس آپ کی دو کتابیں نہ ہوتیں یعنی "پانچ مقالے" اور "بہائی شریعت"۔ میں نے ان رسالوں کا جب اچھی طرح مطالعہ کر لیا تو پھر ان میں سے بعض کے ساتھ گفتگو شروع کر دی۔ شروع شروع میں تو وہ کچھ دبتے نظر آئے لیکن ان دنوں انہوں نے مجھے تین کتابیں مطالعہ کے لئے پیش کی ہیں محض اسلئے کہ میں انہیں دیکھوں کہ کیا بہاء اللہ نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ یا اس کا دعویٰ کیا ہے؟ سو میں نے ان کتابوں میں سے "ایقان" اور "الفرائد" اور "حصرجدید" کو دیکھ لیا ہے اور ان میں سے بعض باتیں نوٹ کی ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] یعنی یونین کونسل احمد نگر کا الیکشن جس میں خاکسار ممبر منتخب ہوا ہے۔

[2] قارئین قاضی صاحب کے خط مرقومہ ۳۰/۱۲/۵۹ کی لفظ بلفظ نقل ذیل میں ملاحظہ فرما کر ان کے دعویٰ "پوری پوری تحقیق" کی داد دیں:-

پسرور گھاسمنڈی سیالکوٹ

۳۰/۱۲/۵۹ بسم اللہ تعالیٰ

محترم و مکرم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اکرمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ بہائی حضرات

پورے زور اور صراحت سے یہ اعلان نہیں فرمایا کہ قرآن مجید کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا جو شخص قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیتا ہے وہ کافر اور ملحد ہے اور اپنے اُوپر نجات کا دروازہ بند کرنے والا ہے ؟ پھر کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری عمر للکار کر یہ اعلان نہیں فرمایا کہ قرآنی موعود اور اسلامی مسیح موعود میں ہوں میرے سوا کوئی نہیں ؟ پھر کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری عمر اس عقیدہ کی تبلیغ نہیں فرمائی کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب اوّلین و آخرین کے سردار ہیں اور آئندہ ہر روحانی فیض آپ کی اتباع کے نتیجہ میں ہی مل سکتا ہے ؟

کیا یہ سب امور جو میں بطور مثال ذکر کر رہا ہوں بابیت و بہائیت کی کھلی کھلی تردید نہیں ؟

۴ - جناب قاضی صاحب ! مجھے افسوس ہے کہ آپ نے جلد بازی سے کام لے کر وہ اقدام کیا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے - دل اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہیں - میرا یقین ہے کہ اگر آپ اب بھی خدا ترسی سے کام لے کر میری دونوں کتابوں کو پڑھیں گے تو حقیقت آپ پر منکشف ہوسکتی ہے -

آپ نے ضمناً بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کی بھی تردید کی ہے - حالانکہ "عصر جدید" میں مندرجہ بیانات بھی اس بارے میں واضح ہیں - میں "عصر جدید" کا ذکر اسلئے کر رہا ہوں کہ آپ نے اس کا نام اپنے خط میں لیا ہے - کیا آپ عصر جدید کے حوالہ جات مندرجہ کتاب "بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے" بر صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۰۶ کا دوبارہ بغور مطالعہ فرمائیں گے ؟

۵ - آپ نے خط میں تحریر کیا ہے کہ بہائیوں نے آپ کو ایقان، الفرائد اور عصر جدید مطالعہ کے لئے دی تھیں - کیا انہوں نے آپ کو الاقدس مطالعہ کے لئے نہیں دی تھی ؟ کیا واقعی آپ کا دل اس بات کا قائل ہوگیا ہے کہ :-

—— اب قرآنی شریعت منسوخ ہے - اسلامی

(بقیہ صفحہ ۳) اب ان سے مزید بات چیت کرنے کے لئے اُن پر غور و خوض کرنا ضروری ہے - ان کی تردید کے لئے دلائل کی ضرورت ہے میری عادت ہے جب تک میرے پاس قوی دلیل نہ ہو میں کسی سے بات چیت نہیں کرتا - مبادا ! ندامت اُٹھانی پڑے میں نظارت اصلاح وارشاد کی طرف رجوع کرتا - مگر چونکہ آپ کو اس مذہب سے زیادہ پالا پڑا ہے اور ان کے رد میں رسالے بھی تالیف فرمائے ہیں لہذا آپ سے درخواست کر رہا ہوں - اب براہ مہربانی جواب مرحمت فرمائیے کہ اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو تو وہ حل طلب مسائل پیش کردوں ؟ اگر جناب کی طرف سے اجازت نامہ آگیا تو عرض کر دوں گا - اور اجازت نامہ آنا ہی چاہیئے - ورنہ بڑی سبکی ہوگی - انہوں نے ایک آدمی کو مقرر کر رکھا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھ سے جوابات کا مطالبہ کرتا رہتا ہے - اگر کوئی ناراضگی ہو تو بھی اس غرض کے لئے معاف فرما دیجئے آپ بزرگ تو ہمارے لئے ثمردار شاخوں کی حیثیت رکھتے ہیں اسلئے شاخ ثمردار کو پھل دینے کے لئے جھکنا ہی پڑتا ہے - نعم ما قیل ؎

لیتے ہیں ثمر شاخ ثمردار کو جھکا کر
جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

زیادہ انتظار میں نہ رکھیں - اگر میری مدد کرنا ممکن ہو تو بھی اگر ناممکن ہو تو بھی اسی طرح کا ایک پوسٹ کارڈ تحریر فرما دیں - میں اس سے پہلے بھی جواب باصواب کی سعادت حاصل کرنے سے محروم رہا ہوں -

والسلام مع الاکرام -

خاکسار قاضی علی محمد پنشنر
گھنڈا منڈی سیالکوٹ

نماز بے ثمر ہے۔

——— اب کتاب الاقدس کی شریعت کی اتباع میں ہی نجات ہے۔

——— اب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑی شان کا موعود آگیا ہے۔

——— اب یہی درست ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر مر گئے تھے۔

——— اب یہی درست ہے کہ مسیحیت نے مسیح کو جس شانِ الوہیت میں پیش کیا ہے وہ ٹھیک ہے اور قرآن مجید کا بیان خلافِ حقیقت ہے۔

——— اب یہی درست ہے کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ بلافصل تھے، خلفاء ثلاثہ برحق نہ تھے؟

——— اب بہاء اللہ کی قبر کو سجدہ ہونا چاہیئے اور اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی چاہیئے۔

کیا آپ کا دل ایسے تمام امور کو درست ماننے لگ گیا ہے۔ نیز یہ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام معاذ اللہ جھوٹے اور مفتری تھے؟ اللہ تعالےٰ آپ کو حق کے پہچاننے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

$\frac{۲}{۶۰}$ ۳

نوٹ:۔ ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی کہ قاضی علی محمد صاحب کا نام رسالہ میں درج کرتے مگر چونکہ بہائی رسالہ "بشارت" نے ان کی "گزارش" ان کے نام سے شائع کی تھی اسلئے مجبوراً ہمیں ان کا نام لینا پڑا ہے۔ (ایڈیٹر)

اہلِ بہاء کیلئے چند قابلِ غور حقائق

(از جناب مولوی صدر الدین صاحب فاضل سابق مبلغ ایران)

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

جو اصول کوئی انسان خود وضع کرتا ہے اور اس کے مروّج ہونے کی لاف مارتا ہے اس میں ضرور اسے ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور بے شمار مواقع پر شرمندگی سے دوچار ہوتا ہے۔ مثلاً امامت اور وصایت کے بارہ میں شیعوں نے خود اصول بنائے اور ان کے جلد ہی ٹوٹنے کی وجہ سے وہ صراطِ مستقیم سے دُور ہو گئے۔ آج وہ ایک ایسے امام کی انتظار میں ہیں جو ان کے نزدیک تیسری صدی کے وسط میں پیدا ہوتے ہی غائب ہو گیا۔ وہ ان کے نزدیک اس دنیا میں زندہ ہے اور اونٹوں، گھوڑوں اور سازوسامان کے ساتھ ہر سال خانہ کعبہ کا حج کرتا ہے لیکن لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ اسی فرقہ شیعہ سے علی محمد باب پیدا ہوئے جنہوں نے شریعتِ اسلام کو منسوخ قرار دیکر بیان نامی کتاب لکھی اور اپنی اس شریعت کے قابلِ عمل رہنے کی میعاد ۲۰۰۱ سال مقرر کی۔ مگر اس پر ابھی چند سال ہی گزرے تھے کہ باب کے مریدوں میں سے ایک شخص حسین علی معروف بہ بہاء اللہ نے بیان کو منسوخ قرار دیکر نئی شریعت لکھی جس کا نام اقدس رکھا اور اس کے مروّج رہنے کی مدت ایک ہزار سال مقرر کی۔ اِن دونوں نے از خود کتابیں بنائیں اور اصول وضع کئے۔ مگر جلد ہی وہ اصول ٹوٹ گئے اور کتابیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئیں۔ حتّٰی کہ ان کی قوموں کو ان کے چھپوانے کی بھی توفیق نہیں ملی۔ آج کل بابی بہت ہی کم تعداد میں خال خال مستور ہیں۔ مگر بہاء اللہ کی شریعت کو ماننے والے اور اسکی

تبلیغ کرنے والے دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ان غلطی خوردہ لوگوں کو صراطِ مستقیم، اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے چند باتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ وہ ان کو پڑھ کر اپنی غلطی کا احساس کریں اور صراطِ مستقیم اختیار کر لیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جناب بہاء اللہ صاحب نے اپنے مذہب کی پائیداری کے لئے ایک ہزار سال مقرر کیا تھا مگر عبد البہاء جو بہاء اللہ کے خلیفہ اور بیٹے ہیں انہوں نے بہاء اللہ کی شریعت میں ردّ و بدل کیا اور اس طرح بہائی شریعت منسوخ کر دی۔ حالانکہ بہاء اللہ نے کہا تھا کہ میری شریعت ایک ہزار سال تک چلے گی۔ پس بہاء اللہ کی پیشگوئی اپنی شریعت کے متعلق غلط ثابت ہوئی لہذا بہائی لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی شریعت کی ناکامی اور اپنے بانی کی پیشگوئی کے غلط ثابت ہونے سے نصیحت پکڑیں اور فوراً اسلام میں داخل ہو جائیں جس کے درست اور صحیح ہونے اور کم از کم ایک ہزار سال مروّج رہنے کا خود بہائی اقرار کرتے ہیں۔

دوم۔ بہاء اللہ نے بہائیوں کو اپنے ساتھ منسلک رکھنے کے لئے بہائیت کی جلد ترقی اور اپنے تسلّط اور غلبہ کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی جیسا کہ لکھتے ہیں:- یبعث قومًا ینصرنّ الغلام ویطھرنّ الارض من دنس کلّ مشرك مردود ویقومن علی الامر ویفتحن البلاد باسمی المقتدر القیوم ویدخلن خلال الدیار ویأخذ رعبھم کلّ العباد۔ (مبین یا سورہ ہیکل تصنیف بہاء اللہ)

یعنی اللہ تعالیٰ ایک قوم کو مبعوث کرے گا جو غلام (یعنی بہاء اللہ) کی مدد کرے گی اور امر پر قائم ہوگی اور شہروں کو میرے مقتدر اور قیوم نام کے ساتھ فتح کرے گی۔ اور وہ گھروں کے اندر داخل ہوگی اور ان کا رعب تمام بندوں پر چھا جائے گا۔ مگر بہاء اللہ کی مذکورہ بالا پیشگوئی سراسر غلط ثابت ہوئی۔ کوئی ایسی قوم پیدا نہ ہوئی جو اس کی مدد کر کے زمین کو مشرکوں اور مردودوں سے پاک کرتی۔ اور وہ بہاء اللہ کے امر پر قائم ہوتی اور شہروں کو فتح کرتی اور گھروں میں داخل ہوتی اور تمام بندے ان سے مرعوب ہوتے بلکہ اس کے برعکس بہاء اللہ کو ساری زندگی تقیہ بازی کے پردے میں گزارنی پڑی اور بہائی لوگ شیعہ ایرانیوں کے قتل و غارت کا ہمیشہ نشانہ بنے رہتے ہیں مگر بہاء اللہ کی قدرت اور طاقت ان کی مدد نہیں کرتی اور دیگر ممالک میں بھی بہائیوں کا کوئی رعب نظر نہیں آتا۔ پس بہائیوں کو چاہیئے کہ اس پیشگوئی کو بھی غلط ثابت ہوتے ہوئے دیکھ کر ضد و تعصب کو بالائے طاق رکھ کر بہائیت کو ترک کر دیں اور حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں۔ ہاں اس اسلام کے حلقہ بگوش ہوں جس کی قدرت اور طاقت کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے وہ خود اقراری ہیں۔

سوم۔ عبد البہاء نے جو بہاء اللہ کا بیٹا اور خلیفہ ہے اور بہائیوں کے نزدیک اس کا کلام بھی بہاء اللہ کے کلام کی طرح کلام الٰہی میں شامل ہے بہائیوں کی تسلی اور تشفی کے لئے پیشگوئی کی تھی تاکہ وہ بددل نہ ہوں اور آئندہ ترقی کی امید رکھیں اور بہائیت سے وابستہ رہیں کہ ۱: سنہ ۱۹۵۷ء کی تاریخ میں دنیا میں صلح اکبر قائم ہو جائیگی۔ ۲: ایک عام زبان پیدا ہو جائے گی۔ ۳: سوء تفاہم یعنی ایک دوسرے سے بدظنی اور غلط فہمی بالکل مفقود ہو جائے گی۔ ۴: اور بہائی مذہب تمام دنیا میں پھیل جائے گا اور ۵: وحدتِ عالمِ انسانی پیدا ہوگی۔ عبد البہاء کی یہ پیشگوئی بھی آج جبکہ سنہ ۱۹۶۶ء ہے سراسر غلط اور محض لاف نظر آ رہی ہے اگر عبد البہاء کا کلام خدا کا کلام ہوتا تو اس کی یہ پیشگوئی بڑی شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوتی مگر چونکہ یہ محض اس کا اپنا کلام اور اٹکل پچو تھا اس لئے یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ اس پیشگوئی کے اجزاء کی تفصیل ذیل میں لکھی

جاتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ عبدالبہاء نے مذکورہ پیشگوئی حضرت دانیال علیہ السلام کی پیشگوئی کی بناء پر کی تھی جس کے متعلق کتاب عصر جدید و بہاء اللہ کے مصنف بجے۔ای۔ ایسلمنٹ لکھتے ہیں:-

"دانیال کی کتاب کی آخری دو آیات میں یہ پُراسرار الفاظ پائے جاتے ہیں مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے۔ پر تو اپنی راہ چلا جا جب تک کہ وقت اخیر آئے کہ تو چین کرے گا اور اپنی میراث پر آخیر کے دنوں میں اُٹھ کھڑا ہوگا۔ علماء نے ان الفاظ کے معانی کی گتھی سلجھانے میں بہت سی کوششیں کی ہیں۔ صبح کی چائے کے وقت کی ایک گفتگو میں جس میں مصنف موجود تھا حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔ ان تیرہ سو پینتیس دنوں سے مراد ہجرت محمدی سے ۱۳۳۵ سال ہیں۔ چونکہ ہجرت ۶۲۲ عیسوی میں ہوئی تھی اس لئے (۶۲۲ + ۱۳۳۵) = ۱۹۵۷ء ہوتا ہے۔ جب یہ سوال کیا گیا کہ ان ۱۳۳۵ روز کے اختتام پر ہم کیا دیکھیں گے تو آپ نے جواب دیا۔ صلح اکبر مضبوطی سے قائم ہو جائے گی اور ایک عام زبان وجود میں آئے گی۔ سود قفا ہم مٹ جائیں گے۔ امر بہائی سب دنیا میں پھیل جائے گا اور وحدتِ عالم انسانی وجود میں آئے گی۔ بہت شاندار وقت ہوگا۔" (عصر جدید و بہاء اللہ اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۴۵ء صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

اب ہم عبدالبہاء کی مذکورہ پیشگوئی اور تاویل کے متعلق دیکھتے ہیں کہ آیا ۱۹۵۷ء کی تاریخ میں مذکورہ باتیں وقوع میں آئی ہیں یا محض عبدالبہاء کی لاف تھی؟ سو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ باتیں بالکل وقوع پذیر نہیں ہوئیں۔ کیونکہ اوّل انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۷ء کی تاریخ میں صلح اکبر مضبوطی سے قائم ہو جائیگی مگر وہ قائم نہ ہوئی۔ صلح اکبر کی تعریف خود بہاء اللہ و عصر جدید کے مصنف نے ان الفاظ میں کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"ہر دور میں انبیائے الٰہی نے ایک ایسے زمانے کی پیشگوئی فرمائی ہے جس میں دنیا میں امن و امان اور لوگوں کے درمیان نیک نیتی اور خیر خواہی کا عمل ہوگا جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے حضرت بہاء اللہ نہایت زور دار اور یقینی الفاظ میں ان پیشگوئیوں کی تائید کرتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں کہ ان کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگا ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔ "اس عجیب و غریب دور میں زمین ایک اور زمین بن جائے گی اور افرادِ انسانی امن و خوبصورتی کے زیور سے آراستہ ہو جائینگے۔ فسادات، جھگڑے اور خونریزیوں کی جگہ اتحاد، خلوص اور اتفاق جلوہ گر ہونگے۔ قوموں، نسلوں اور ملکوں کے درمیان محبت و الفت نمایاں ہوگی۔ باہمی امداد اور اتحاد کا سلسلہ قائم ہو جائے گا اور آخرکار جنگ بالکل نیست و نابود ہو جائے گی۔ عالمگیر امن کا خیمہ دنیا کے عین مرکز میں بلند ہوگا اور مبارک شجرۂ حیات اس قدر پھلے پھولے گا کہ اس کا سایہ مشرق و مغرب دونوں پر چھا جائے گا۔ طاقتور اور کمزور اور امیر و غریب متضاد فرقے اور مختلف

کی دشمن اقوام جو بھیڑیے اور ریچھ چیتے
اور میمنے، شیر اور بچھڑے کے مشابہ ہیں
ایک دوسرے کے ساتھ کامل محبت، دوستی،
عدل و انصاف کا برتاؤ کریں گے۔ دنیا
عرفانِ خدا اور رازہائے حقیقت وجود
کے علم سے بھرپور ہو جائے گی۔"
(مفاوضات عبد البہاء صفحہ ۴۲ نیز
عصر جدید و بہاء اللہ اردو ترجمہ صفحہ ۲۱۰-۲۱۱
مطبوعہ ۱۹۴۵ء)

صلح اکبر کی مذکورہ تعریف کے مطابق اب جبکہ ۱۹۵۷ء گزر چکا ہے اور ۱۹۶۰ء ہے عبد البہاء کی مزعومہ صلح اکبر کا نام و نشان نہیں۔ ہر طرف بدظنی و بدخواہی کا دور دورہ ہے اور ہر سُو فسادات و جھگڑے نظر آ رہے ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کر رہی ہے اور بہت بڑی جنگ کا عَلَم بلند ہونے کو تیار ہے اور دنیا بجائے عرفانِ خدا کے دہریت کی طرف جا رہی ہے اور طاقتور اور کمزور اور امیر و غریب آپس میں دست بگریباں ہیں یہ واضح امور عبد البہاء کی پیشگوئی کی زبردست تردید کر رہے ہیں۔ کاش بہائی سمجھیں!

(۲) ایک عام زبان وجود میں آئے گی۔ یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہو رہی ہے۔ کیونکہ ۱۹۵۷ء کے اختتام پر کوئی زبان پیدا نہیں ہوئی۔

(۳) "سُوء تفاہم مٹ جائے گا" یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی کیونکہ ایک دوسرے کی نسبت سوء تفاہم قائم ہے اور تمام فرقے اور مذاہب ایک دوسرے سے سخت اختلافات رکھتے ہیں اور تنازعات ہوتے رہتے ہیں۔

(۴) "امر بہائی سب دنیا میں پھیل جائے گا" اس پیشگوئی کا جواب خود بہائیوں کا ضعف اور بہائیوں کا عدم استقلال ہے۔ نہ تو بہائیت کے اصول قائم رہے ہیں اور نہ ہی بہائی لوگ بہائی شریعت پر خود عمل کرتے ہیں۔ اور ابھی تک بیت العدل قائم نہیں ہوا۔ صرف چند ایک لوگوں کی انجمن بنانا اور کلب کی صورت میں ان کو اپنے اندر شامل کرنا کوئی چیز نہیں۔

(۵) "وحدتِ عالم انسانی وجود میں آئیگی" یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی ہے کیونکہ ابھی تک دنیا سے نا اتفاقی اور جھگڑے فساد ختم نہیں ہوئے جو وحدتِ عالم انسانی کا خاصہ ہے۔

اس وحدتِ عالم انسانی کے قائم ہونے کے لئے عبد البہاء صاحب ۱۹۵۷ء کی تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ عبد البہاء کی مقرر کردہ تاریخ گزرنے پر بھی نہ صرف تمام ادیان و مذاہب فضول اعتقادات میں ملوث ہیں اور مادہ پرستی میں غرق ہیں بلکہ خود بہائیوں میں لڑائیاں اور نا اتفاقیاں اور جھگڑے اور فساد پائے جاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے ۱۹۵۷ء کے اختتام پر وحدتِ عالم انسانی کے وجود میں آنے کی پیشگوئی غلط اور محض لاف انسانی ثابت ہوتی ہے چہ جائیکہ عبد البہاء کی باتوں کو وحی الٰہی قرار دیا جائے۔ پس بہائیوں کو چاہیئے کہ وہ بہاء اللہ اور عبد البہاء کے کلام کو وحی الٰہی کہنا چھوڑ دیں اور بہائیت کو مذہب قرار نہ دیں بلکہ ایک انجمن کہیں ورنہ انہیں ان قاطع دلائل اور ساطع براہین کا معقول جواب دینا چاہیئے ورنہ خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

ضروری سوال

کوئی بہائی بتائے کہ عبد البہاء آفندی نے ۱۳۲۳ھ ہجری میں کتاب "الاقدس" (بہائی شریعت) کی طباعت کو ناجائز قرار کیوں دیا تھا؟
(رسالہ جواب نامہ جمعیت لاہائی صفحہ ۳)
کیا اس "ناجائز" کو کبھی "جائز" قرار دیا جائیگا اور کون "جائز" قرار دیگا؟

بہائیوں کو "مذہبی کانفرنس" کی دعوت

بہائی رسالہ "بشارت" کراچی لکھتا ہے :-

"مناظرہ نہیں مذہبی کانفرنس بہتر ہے۔"

(جون ۱۹۶۰ء)

گویا بہائی لوگ بنیادی اختلافی مسائل پر مناظرہ کرنا نہیں چاہتے حالانکہ ہم نے صرف **تحریری مناظرہ** کی تجویز پیش کی تھی اور لکھا تھا کہ :-

"بہائیت کے متعلق بتراضیٔ فریقین مکمل تبادلۂ خیالات ایسے رنگ میں ہو جانا چاہیئے جو واقعی مفید اور دیرپا ہو اور جس سے بعد ازاں کوئی فریق انکار نہ کر سکے۔ میرے نزدیک اس کی صورت یہ ہونی چاہیئے کہ **بنیادی اختلافات** یعنی **اوّل** یہ کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے یا نہیں؟ **دوم** یہ کہ بہائی شریعت منجانب اللہ ہے یا نہیں؟ **سوم** یہ کہ جناب بہاء اللہ کا دعویٰ ربوبیت و الوہیت ہے یا نہیں؟ **چہارم** یہ کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ صحیحہ کے موعود جناب سید علی محمد صاحب و جناب مرزا حسین علی صاحب ہیں یا حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں؟

ان چاروں موضوعات پر سیر حاصل بحث ہو جائے۔ بغرض پائیداری و تحقیق یہ تبادلۂ خیالات **تحریری** ہونا چاہیئے۔"

(الفرقان جولائی ۱۹۶۰ء)

اگر بہائی صاحبان "مناظرہ" نہیں چاہتے تو آئیں ہم کانفرنس کے طریق پر بھی ان موضوعات پر اپنے بیانات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پہلے چاروں مضمونوں میں سے پہلے موضوع پر فریقین مقررہ وقت میں اپنا اپنا پرچہ پڑھ دیں اور دوسرے فریق کو اس کی مصدقہ نقل اسی وقت دے دیں۔ پھر دوسرے دن ہر مقرر جوابی طور پر اپنا اپنا پرچہ اسی طرح پڑھ دے اور نقل فریق ثانی کو دیدے۔ پھر تیسرے روز بھی اسی طرح ہو۔ اس طرح ہر موضوع پر ہر فریق کے تین تین پرچے ہو جائیں گے۔ اور بارہ [12] روز میں یہ مذہبی کانفرنس پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ پھر سارے پرچہ جات مشترکہ خرچ پر طبع ہو کر ملک میں اشاعت پذیر ہو جائیں گے۔

کیا بہائیوں کو جرأت ہے کہ اس پُرامن مذہبی کانفرنس کی صورت کو منظور کر سکیں؟

قطعہ

حضرت امام جماعت احمدیہ کی ایک القائی التجا

میں دیر سے کھڑا ہوں ترے در پہ منتظر
کچھ خیر ڈال میرے پیالے میں مقتدر
یہ قلب میرا۔ نور سے معمور کیجئے!
نازل ہوں رحمتیں تری جوں بارِ منہمر

(اکمل)

بہائی شریعت کے دکھانے سے اہل بہاء کی بے بسی

ایک بہائی ڈاکٹر کا "مہذبانہ" جوابی خط

(از جناب صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی۔ سکھر)

مَیں نے ڈاکٹر ایم۔ اے لطیف صاحب بہائی سکھر کے سامنے یہ بات پیش کی کہ اگر حقیقت یہی ہے کہ اب دنیا کا مذہبی قانون اور اس کی اصلاح کے لئے باب اور بہاء اللہ کا کلام ہی ہے تو ہمیں وہ دکھایا جائے تاکہ ہم اسکو پڑھ کر معلوم کرلیں کہ سب تعلیموں کا ناسخ کلام کونسا ہے اور اس میں کونسی بہتر تعلیم ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے زبانی کہا کہ مولوی ابو العطاء صاحب نے جو کتاب اقدس شائع کی ہے وہ بالکل درست ہے مگر الہامی کلام صرف یہی نہیں بلکہ البیان اور سینکڑوں الواح ہیں جو سب مل کر شریعت کی کتاب بنتے ہیں۔ اس پر مَیں نے کہا کہ تب تو اور بھی ضروری ہوا کہ ان سب کو دیکھا جائے اور قرآن پاک کی تعلیم اور اہلِ بہاء کی تعلیم (جو قرآن کی ناسخ ہے ؟) کو غور سے مطالعہ کر کے درست نتیجہ نکالا جائے۔ بہائیت میں تو کوئی خاص خوبی کی بات معلوم نہیں ہوتی۔ البتہ یورپ کے کلچر کی تقلید کرتے ہوئے ناچ اور گانے کو جائز کر دیا ہے اور منی کو پاک بتا کر غسلِ جنابت سے (جس میں کئی رنگ کی خوبیاں ہیں) آزاد کر کے کئی قسم کی سہولتیں مہیا کر دی ہیں۔ جن کا واضح الفاظ میں ذکر کرنا مناسب نہیں۔

میری بار بار کی یاد دہانی اور مطالبہ کے جواب میں ڈاکٹر صاحب اپنے خط مورخہ ۲۰ رجون ۱۹۶۰ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

"جناب بندہ۔ السلام علیکم

آپ کا مکتوب مل گیا۔ کتابوں کے مہیا کرنے کی بابت مَیں اپنے پہلے خط کے پہلے صفحہ پر لکھ چکا ہوں۔ زیادہ ضرورت نہیں۔

..... آپ کی تحریرات سے محبت، خدا ترسی، ایمانداری کا ثبوت نہیں ملتا۔ ورنہ "جوئندہ یابندہ" کی مثال سب کو معلوم ہے اور عملی رنگ میں موجود ہے۔ مَیں یقین سے جانتا ہوں کہ خداوند کریم جو دلوں کے حالات کو جانتا ہے آپ کو کتب مہیا نہ کرنے کی وجہ سے مجھے نہ پکڑیگا اسلئے مَیں نے اس سے پہلے خط میں حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ آپ کا مطالبہ غلط اور نامعقول ہے۔ وہ پورا نہیں ہو سکتی۔

اب سودائیوں کی طرح ایک ہی بات کو دہرانا تضیع اوقات کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

اِس امرِ اعظم کا معجزہ (؟) یہ بھی ہے کہ کتابیں نہیں ہیں مگر امر پھیل رہا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ حضرت بہاء اللہ، حضرت عبد البہا حضرت شوقی کی بعض مکتوبات، الواحات اب تک نہیں شائع ہو سکیں۔"

خط کے اصل الفاظ مَیں نے نقل کر دیئے ہیں۔ قارئینِ الفرقان ان سے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ بہرحال اپنی اصلی کتابوں کے دکھانے میں بہائیوں کی بے بسی قابلِ توجہ ہے ٭

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کے دو تاریخی واقعات

(از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ ربوہ)

[حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بخاری شریف کی شرح لکھ رہے ہیں جو ایک نہایت اہم دینی خدمت ہے۔ اسی سلسلہ میں احادیث نبویہ کی روشنی میں آپ نے ذیل کا مختصر مضمون تحریر فرمایا ہے جسے شکریہ سے شائع کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور دلیری کے تعلق میں دو واقعے روایات میں منقول ہیں۔ پہلا واقعہ اُن دنوں کا ہے جب افواہیں گرم تھیں کہ قریش مکہ مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ایک رات شور سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے کہ اچانک حملہ کی صورت ہے۔ تحقیق کرنے کی غرض سے آپؐ تنہا باہر تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ غیر معمولی جرأت پر دلالت کرتا ہے۔ انسان ایسی حالت میں ہوش و خرد کھو بیٹھتا ہے اور دوسروں کو آوازیں دینا شروع کر دیتا ہے کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے۔ آپؐ نے دوسروں کو تشویش میں ڈالنا نہ چاہا اور خود تحقیق فرمانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ (روایت نمبر ۱۰۴ صحیح البخاری)

دوسری روایت میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت تین باتوں کی نفی فرمائی ہے جو شجاعت وسخاوت اور دیانت و امانت کے منافی ہیں۔ جھوٹ بھی درحقیقت بزدلی ہی کا نتیجہ ہے۔ علمائے اخلاقیات نے اخلاق کی بنیاد تین قسم کی قوتیں بیان کی ہیں۔ قوائے شہوانیہ، قوائے غضبیہ اور قوائے عقلیہ۔ پہلی قسم کا تعلق نشو و نما سے۔ دوسری کا بقاء و سلامتی سے اور تیسری کا تدبیر و تنظیم سے ہے۔ تینوں بنیادی خلق بقائے حیات سے متعلق ہیں۔ پہلی قسم کا کمال جُود وسخا اور ایثار و قربانی، دوسری قسم کا کمال شجاعت اور تیسری قسم کا کمال حسن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تینوں قسم سے تعلق رکھنے والے اخلاقِ فاضلہ سے کما حقہٗ متصف اور جامع صفاتِ حسنہ تھے۔ "كَانَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَ اَشْجَعَ النَّاسِ"۔ اَحْسَن، اَجْوَد اور اَشْجَع افعل التفضیل کے صیغے ہیں جو کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ اِن الفاظ سے اخلاقِ نبویؐ کا مثبت پہلو اور دوسری روایت سے منفی پہلو واضح کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ حنین میں بھی حیرت انگیز شجاعت ظاہر ہوئی۔ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ فرماتے ہوئے تن تنہا دشمن کی طرف بڑھے جو آپؐ کی طرف مسلسل تیروں کی بارش کر رہا تھا۔ (کتاب المغازی) یہ حملہ اچانک تھا جس سے اونٹ اور گھوڑے بدک کر قابو سے نکل گئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بآوازِ بلند رجز خوانی کے ساتھ دشمن پر حملہ آوری سے اسلامی لشکر کے اُکھڑے ہوئے قدم جم گئے۔ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر میں ڈوبی ہوئی آواز نے ولولہ اور جوش و خروش کی ایک برقی رَو دوڑا دی۔ وہ نہایت سرعت اور شجاعت اور شیرانہ جوش و خروش کے ساتھ پلٹے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے جس سے

چشم زدن میں میدانِ کارزار کا رنگ بدل گیا اور دشمن یا تو کھیت رہا یا تاب مقاومت نہ لاکر تتر بتر ہو گیا۔

اسی غزوہ حنین سے واپسی پر ایک اور واقعہ پیش آیا۔ بدوی قبائل کے بعض افراد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں گھیر لیا کہ انہیں بھی مالِ غنیمت سے کچھ دیا جائے آپؐ نے معذرت کی کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں۔ اگر ہوتا تو ضرور دیتا۔ میں بخیل نہیں ہوں۔ آپ کے کندھوں سے چادر ببول کے کانٹوں نے اُچک لی۔ آپؐ نے وہ طلب فرمائی جو اطمینانِ قلب کی دلیل ہے۔ دشمن کے علاقہ میں انسان کو ایسا واقعہ پیش آئے تو سب سے پہلے اس کو اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے جب ابرہہ سے اپنے اونٹ طلب کئے تھے تو وہ بھی درحقیقت جنگ کے نتائج کے بارے میں مطمئن تھے۔ اس کے لشکر کو دیکھ کر ہراساں نہیں ہوئے۔ یہی حالت طمانیت پُر وقار شیر دل انسان کی ہوتی ہے۔

واقعۂ حنین اور اِن دوسرے واقعہ سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شجاعت کا ثبوت ملتا ہے وہاں آپؐ کی سخاوت اور شانِ دریا دلی کا بھی علم ہوتا ہے۔ غزوۂ حنین میں بہت سے اموالِ غنیمت ہاتھ آئے جو آپؐ نے سارے تقسیم کر دیئے۔ قریشِ مکہ کو بھی اُن سے ایک وافر حصہ ملا (روایت نمبر ۲۹۴) اور آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا کہ مذکورہ بالا بدویوں کو دیا جاتا۔ عنوان باب کی بین مناسبت سے دوسری روایت بھی بطور تاریخی شہادت کے پیش کی گئی ہے۔ اِس روایت سے امام بخاریؒ کا کیا ہی عجیب دل نشین استدلال ہے۔

اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ ..... الخ۔ یہ فقرہ دفع الوقتی سے سرمو بھی تعلق رکھنے والا نہیں تھا بلکہ سراسر اظہارِ حقیقت پر مبنی تھا۔ غزوۂ حنین میں آپؐ کے پاس اونٹ اور دیگر سامان بکثرت آیا۔ اونٹوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ بہت سے لوگوں کو ایک سَو سے لے کر تین سَو تک اونٹ ملے۔

قبائلِ حنین نے جان پر کھیل کر ایک قطعی فیصلہ کا تہیہ کیا تھا۔ کیونکہ انہیں فتحِ مکہ اور بیت اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کی اہانت کا سخت رنج تھا۔ انہوں نے اِس سلسلہ میں تمام مال و منال اور مواشی مع اہل و عیال پہاڑوں میں محفوظ کر لئے تھے اور خود مسلح ہو کر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر گھات میں بیٹھ گئے تھے لیکن ان کی ساری حسرتیں جی کی جی ہی میں رہ گئیں۔ شکست فاش ہوئی اور سارے اموال جہاں جمع تھے وہیں چھوڑنے پڑے۔

قبائلِ حنین کے صرف اونٹ ہی ایک جگہ جمع کئے جاتے تو ببول کے جنگل کی مثال ان پر ٹھیک بیٹھتی۔ اِسی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا مثال سے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ تمثیل قطعاً مبالغہ آمیز نہ تھی۔ بلکہ امرِ واقعہ کا اظہار تھا۔ بدوی قبائل آپؐ کی فیاضی کا دیکھ اور سُن چکے تھے اور یہی خبر اُن لوگوں کو بھی اِس امید سے آپؐ کے راستے میں لے آئی کہ انہیں کچھ مل جائے گا ۔

سالگرہ مبارک
وطنِ عزیز کی آزادی کی تیرھویں سالگرہ کے موقع پر
ادارۂ الفرقان
اپنے معزز قارئین اور اہلِ پاکستان کی خدمت میں پُرخلوص مبارکباد پیش کرتا ہے اور خدائے عزوجل سے دعاگو ہے کہ اے خداوندِ دوعالم! تو پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کو تا ابد بلند رکھ۔ آمین ۔

لائف ممبرز

ہمارے خاص معاونین

الفرقان کے دس سالہ دور کے لئے مندرجہ ذیل بزرگوں اور احباب نے دس سال کا چندہ ادا کرنے میں خاص تعاون فرمایا۔ اِن سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ جزاھم اللہ خیراً ——— (ابوالعطاء)

۱۔ سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ ربوہ
۲۔ حضرت میرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے۔ ربوہ
۳۔ جناب چودھری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے۔ ربوہ
۴۔ جناب صالح الشیبی الہندی صاحب انڈ ڈیفنس نئی دہلی
۵۔ جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب شہر سیالکوٹ
۶۔ جناب چودھری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ شہر سیالکوٹ
۷۔ جناب قاضی خلیل الرحمٰن خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ڈھاکہ
۸۔ جناب قریشی عبدالرشید صاحب تحریک جدید ربوہ
۹۔ جناب پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب ابن جناب قاضی محمد رشید صاحب ربوہ
۱۰۔ جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب تاجر ملتان
۱۱۔ جناب شیخ محمد منیر صاحب ۔ دنیاپور
۱۲۔ جناب چودھری نذیر احمد صاحب ایم۔ایس سی۔ غانا (افریقہ)
۱۳۔ جناب چودھری بشیر احمد صاحب منیر ربوہ
۱۴۔ جناب عبدالرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ
۱۵۔ جناب چودھری محمد لطیف صاحب ایم۔اے۔ ربوہ
۱۶۔ محترمہ بیگم صاحبہ سید عبدالعزیز صاحب منڈی بہاءالدین
۱۷۔ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ جناب صالح الشیبی الہندی نئی دہلی
۱۸۔ میاں محمد انور و ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان ۔ چٹاگانگ
۱۹۔ جناب چودھری محمد خالد صاحب "
۲۰۔ جناب محمود احمد علاءالدین صاحب سکندرآبادی "
۲۱۔ محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحب "
۲۲۔ جناب محمد سلیمان صاحب ۔ ڈھاکہ
۲۳۔ جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر (مشرقی پاکستان)

۲۴۔ جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹر ۔ ڈھاکہ
۲۵۔ جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔پی۔ایچ ۔ نارائن گنج
۲۶۔ جناب ایس۔ایم حسن صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ
۲۷/۲۸۔ جناب نواب زادہ محمد امین خان صاحب بنوں
۲۹۔ جناب عبدالعزیز عزیز دین صاحب ۔ لندن
۳۰۔ جناب چودھری انور احمد صاحب کاہلوں ۔ ڈھاکہ
۳۱۔ جناب چودھری خورشید احمد صاحب "
۳۲۔ میاں برکت علی غلام احمد صاحبان وزیرآباد
۳۳۔ خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ لاہور
۳۴۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ۔ ربوہ
۳۵۔ جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب ۔ لاہور
۳۶۔ جناب امیرالدین صاحب ۔ لاہور
۳۷۔ جناب سید بہادل شاہ صاحب لاہور
۳۸۔ جناب چودھری اسداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور
۳۹۔ جناب سردار بشیر احمد صاحب لاہور
۴۰۔ جناب چودھری عزیز احمد صاحب لاہور
۴۱۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب لاہور
۴۲۔ جناب چودھری اعجاز نصراللہ خان صاحب ایڈووکیٹ لاہور
۴۳۔ جناب قریشی قمر احمد صاحب لاہور
۴۴۔ جناب چودھری شریف احمد صاحب فیروز والہ ۔ گوجرانوالہ
۴۵۔ جناب مولوی نور محمد صاحب بی۔اے لاہور
۴۶۔ جناب عبدالرشید صاحب افریقی ۔ لاہور
۴۷۔ جناب چودھری نور احمد خان صاحب لاہور

۴۸۔ جناب سراج الدین صاحب ملک چودھال بلڈنگ لاہور
۴۹۔ جناب چودھری عبدالحکیم صاحب لاہور
۵۰۔ جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور
۵۱۔ جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد۔ منڈی مریدکے
۵۲۔ جناب محمد الدار مبارک احمد صاحب۔ لاہور چھاؤنی
۵۳۔ جناب چودھری عبدالحمید صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور
۵۴۔ جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب لاہور
۵۵۔ جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی۔ لاہور
۵۶۔ جناب حافظ عبدالکریم صاحب فضل۔ ہال روڈ لاہور
۵۷۔ جناب محمد عثمان صاحب محمد ابراہیم اینڈ سنز لاہور
۵۸۔ جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ لاہور
۵۹۔ میاں محمد شریف صاحب بیت الشمس گوجرانوالہ
۶۰۔ جناب چودھری عبدالحمید صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ
۶۱۔ جناب چودھری خالد سیف اللہ خان سیالکوٹ
۶۲۔ مکرم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ہاگورا وزیرآباد
۶۳۔ جناب چودھری مقبول احمد صاحب آئی۔ او۔ ڈبلیو۔ ریلوے وزیرآباد
۶۴۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز ریلین بازار وزیرآباد
۶۵۔ میاں محمد خان اکبر علی صاحبان سوداگران چرم وزیرآباد
۶۶۔ جناب عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد ضلع گوجرانوالہ
۶۷۔ ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ۔ وزیرآباد
۶۸۔ جناب سیٹھی عبدالحق صاحب۔ دارالدباس۔ جہلم
۶۹۔ سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب۔ صدر راولپنڈی
۷۰۔ شیخ غلام حیدر صاحب۔ صدر راولپنڈی
۷۱۔ صوفی محمد شفیع صاحب ایمپائر ہوٹل۔ صدر راولپنڈی
۷۲۔ میجر عزیز احمد صاحب۔ شاہنواز لمیٹڈ۔ راولپنڈی
۷۳۔ محترمہ بیگم صاحبہ میاں حیات محمد صاحب مرحوم اصغر مال روڈ راولپنڈی
۷۴۔ چودھری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی۔ راولپنڈی
۷۵۔ کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ راولپنڈی
۷۶۔ مکرم ڈاکٹر عمر دین صاحب مری روڈ راولپنڈی
۷۷۔ مکرم محمد یونس صاحب فاروق سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۷۸۔ سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ راولپنڈی
۷۹۔ جناب ملک مظفر احمد صاحب راولپنڈی
۸۰۔ جناب ایم۔ اے غنی صاحب۔ تیلی محلہ راولپنڈی
۸۱۔ جناب کرنل محمود احمد صاحب سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۸۲۔ جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۸۳۔ جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی۔ اصغر کمرشل کالج راولپنڈی
۸۴۔ جناب کیپٹن عطاء اللہ صاحب راولپنڈی
۸۵۔ جناب محمد ابراہیم صاحب "ریاض ریڈیو سروس" لاہور
۸۶۔ جناب چودھری فضل الرحمٰن صاحب جیبر ٹیکسٹائل ملز لاہور
۸۷۔ جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ جہلم
۸۸۔ جناب خواجہ عبداللطیف صاحب جنرل مرچنٹ جہلم
۸۹۔ جناب چودھری نورالحسن صاحب بتیارہ ضلع راولپنڈی
۹۰۔ میجر چودھری عزیز احمد صاحب مری
۹۱۔ جناب چودھری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات
۹۲۔ جناب چودھری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ
۹۳۔ شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۹۴۔ مرزا محمد عبداللہ صاحب پروپرائٹر عجائبات سنگ مری
۹۵۔ میجر عبدالرحمٰن صاحب مغل سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
۹۶۔ جناب چودھری بشیر احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر گوجرانوالہ
۹۷۔ جناب چودھری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک گوجرانوالہ
۹۸۔ جناب رشید احمد صاحب ملک چودھال بلڈنگ لاہور
۹۹۔ جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب لاہور
۱۰۰۔ جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد ایم ایس سی پی ایچ ڈی (لندن) ربوہ
۱۰۱۔ جناب ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لفٹیننٹ راولپنڈی
۱۰۲۔ جناب مولوی صدر دین صاحب احمد کراچی
۱۰۳۔ خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور
۱۰۴۔ جناب چودھری عبدالمالک صاحب شاہد۔ مربی سلسلہ احمدیہ ڈیرہ اسماعیل خان ٭

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (میں پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ○ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى

ترجمہ - میں اللہ خوب جاننے والا ہوں - اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی وجود قابلِ عبادت نہیں۔ وہی حقیقی طور پر زندہ اور قائم ہے (دوسرے صرف اسی کے طفیل زندہ اور قائم ہوتے ہیں) اس اللہ نے ہی تجھ پر یہ کامل کتاب' اٹل صداقتوں پر مشتمل' اور سابقہ جملہ کتب سماویہ کے لئے مصدّق کے طور پر نازل فرمائی ہے - وہی خدا قبل ازیں تورات اور انجیل کو لوگوں کے لئے ہدایت نامہ کے طور پر نازل فرما چکا ہے -

تفسیری نوٹ[1] :-

۱ اس سورۃ کا نام سورۂ آل عمران ہے - عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ہے (گنتی ۲۶/۵۹ و ا۔ تواریخ ۲۳/۱۳)
آل عمران سے مراد حضرت عمران کا خاندان ہے - گویا اس سورۃ میں ان افضال و برکات الٰہیہ کا خاص ذکر ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس گھرانے پر فرمائے بسلسلۂ موسویہ کے ابتدائی حصہ اور آخری حصہ کا تذکرہ نمایاں طور پر ہوا ہے -

اس سورۃ کا مضمون توحید کے اثبات کے ساتھ ساتھ یہودیت اور عیسائیت کے غلط خیالات کی تردید ہے اہلِ کتاب سے مجادلہ کا طریق بتلایا گیا ہے اور آخرکار انہیں دعوتِ مباہلہ بھی دی گئی ہے -

روایات میں آیا ہے کہ اس سورۃ کا نزول اس موقعہ پر ہوا تھا جب نجران کے نصاریٰ کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لئے مدینہ منوّرہ میں حاضر ہوا تھا - اس وفد کو ہی اتمام حجت کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کے لئے بلایا جس سے انہوں نے گریز کیا -

۲ الٓمّٓ مقطعات میں سے ہے - یہ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ کا اختصار ہے - وہ سورتیں جن کے شروع میں الٓمّٓ آیا ہے اُن میں

[1] تفسیری نوٹوں کے نمبر مسلسل جاری رہیں گے ؎

لِلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
ذُوانْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى
عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي
السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي
الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ
اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ

اور اسی نے اب الفرقان (قرآن مجید) نازل فرمایا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے احکام الٰہیہ کا انکار کیا ہے ان کیلئے سخت عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نہ زمین کی اور نہ آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اللہ ہی وہ ذات ہے جو تمہیں ماؤں کے پیٹ میں جس طرح کی شکل چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کوئی متصرف نہیں۔ وہ غالب اور عزیز اور حکمتوں کا مالک ہے۔ وہی خدا ہے جس نے تجھ پر (اسے پیغمبر!) یہ کامل کتاب نازل کی ہے۔ جس میں کچھ **آیات محکمات** ہیں۔ جو

خاص طور پر علم الٰہی کا ذکر ہوتا ہے۔ مفسرین نے مقطعات کے معانی پر بہت بحث کی ہے۔

۳ الحی القیوم کے الفاظ میں الوہیت مسیح کے ابطال کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کیونکہ معبود وہ ہے جسے ذاتی حیات حاصل ہو اور جو خود قائم ہو اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے یہ بات کسی اور ہستی کو حاصل نہیں۔ مسیح تو عیسائی عقیدہ کے رو سے صلیب پر مر گئے تھے انہیں کس طرح معبود قرار دیا جا سکتا ہے۔

۴ قرآن مجید کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ ان کی صداقتوں کا مصدق ہے۔ ان کی قائم رہنے والی تعلیمات کا جامع ہے۔ گویا اسے پہلی کتب سماویہ کے لحاظ سے مہیمن (نگران) کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآنی تعلیمات کو الحق قرار دیا گیا ہے جو ناقابل شکست اور ناقابل تنسیخ ہیں۔

توراۃ اور انجیل کے قبل ازیں ہدایت ہونے کا اعلان کر کے ضرورت قرآن کی طرف بھی اشارہ فرما دیا ہے۔ الفرقان سے مراد حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب یا تعلیم یا معجزہ کے ہیں۔ یہ قرآن مجید کا خاص وصف بھی ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنّ ھٰذا القراٰن یقصّ علٰی بنی اسرائیل اکثر الّذی ھم فیہ یختلفون (النمل: ۷۶) کہ یہ قرآن مجید بنی اسرائیل کے اکثر یعنی اہم اختلافات کے بارے میں فیصلہ کن بیان دیتا ہے۔ پھر فرمایا اِنّ ھٰذا القراٰن یھدی للّتی

هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ج وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ	اس کتاب کی اساس اور جڑ ہیں اور دوسری کچھ آیات متشابہات ہیں۔ پھر وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھاپن ہوتا ہے وہ تو اس کتاب کے متشابہ حصے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تا وہ فتنہ پیدا کر سکیں اور غلط تاویل کرنے کی گنجائش پا سکیں۔ سچ یہ ہے کہ متشابہ حصہ کی تاویل اور اس کی حقیقت کو کامل طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہاں جن لوگوں کو روحانی علوم میں رسوخ اور دسترس حاصل ہے وہ اپنے ظرف کے مطابق علم رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس ساری کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

هِيَ اَقْوَمُ (الاسراء: ۹) کہ یہ قرآن مجید وہ تعلیمات پیش کرتا ہے جو سب سے پائیدار اور محکم ہیں۔

ـــ۵ معبود برحق کے لئے عالم الغیب ہونا لازمی ہے۔ اس پر کوئی چیز مخفی نہ ہونی چاہیئے۔ حضرت مسیح کو علم غیب نہ تھا وہ خدا کس طرح ہو سکتے ہیں؟

ـــ۶ سلسلۂ تخلیق معبود برحق کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ وہی رحموں میں انسانوں کو مختلف شکلیں بخشتا ہے جو اس کے قادر مطلق اور حکیم مطلق ہونے پر واضح دلیل ہے۔ حضرت مسیح جو حضرت مریمؑ کے بطن میں رہے انہیں خدا قرار دینا سراسر غلط ہے۔

ـــ۷ قرآن مجید کے الکتاب (یعنی کامل کتاب) ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ اس میں آیات **محکمات** و آیات **متشابہات** موجود ہیں گویا اس میں انسانوں کے ہر طبقہ کے لئے، عوام کے لئے بھی اور خواص کے لئے بھی، روحانی غذا کے ذخائر موجود ہیں انسانی روحانی ارتقاء کے ساتھ ساتھ اس میں سے نئے نئے خزانے نکلتے رہیں گے۔

محکمات اور **متشابہات** کے بارے میں مفسرین کے دس اقوال ہیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے مقرب الی اللہ اور مطہر ہونے میں ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے لئے متشابہات محکمات بنتی جاتی ہیں۔ کیونکہ ایک لحاظ سے قرآن مجید کی جملہ آیات اور ساری سورتیں **محکمات** ہیں۔ فرمایا الٓرٰ. كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ (ہود: ۱) کہ قرآن کی آیات محکمات اور مفصل ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا فاذا انزلت سورة محكمة وذكر فيها القتال (محمدؐ: ۲۰) کہ جب محکم سورت اترتی ہے اور اس میں جنگ کے احکام مذکور ہوتے ہیں تو منافقین پر غشی طاری ہو جاتا ہے۔

دوسرے لحاظ سے سارا قرآن ہی متشابہ ہے۔ اللّٰه نزل احسن الحديث كتاباً متشابهاً (الزمر: ۲۳)۔ اللہ تعالیٰ نے اس بہترین کتاب کو متشابہ بنایا ہے۔

تیسرے لحاظ سے بعض آیات محکمات ہیں اور بعض متشابہات جیسا کہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ گویا انسانوں کے ایمان و علم

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا
أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ
أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ
جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ
ع إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ہاں نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوتے ہیں۔ اے ہمارے رب! جب تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے تو اب کسی مرحلہ پر ہمارے دلوں میں کسی قسم کی کجی نہ آنے دے اور ہمیں ہمیشہ اپنی طرف سے رحمت سے نوازتا رہ کیونکہ تو ہی موہبت عطا کرنے والا خدا ہے۔ اے ہمارے رب! تو یقیناً سب لوگوں کو ایسے دن میں اکٹھا کرنے والا ہے جس کے بارے میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ اپنے وعدے میں کوئی تخلف نہیں کرتا ؛

کے تفاوت کے لحاظ سے یہ صورت واقع ہوتی ہے۔

محکمات کے معنے ہیں وہ آیات جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں یا وہ آیات و احکام جو قرآن مجید میں ہی نازل ہوئے ہیں کتب سابقہ میں موجود نہ تھے۔

متشابہات وہ آیات ہونگی جن میں تحقیق و تفحص کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے مفہوم کو متعین کرنے میں تجربہ اور رسوخ فی العلم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا پھر وہ قرآنی تعلیمات جو کسی نہ کسی رنگ میں پہلی کتب مثلاً تورات و انجیل میں بھی پائی جاتی تھیں۔ اس حصہ میں قرآن پاک کی تعلیم بظاہر تورات و انجیل کی تعلیم سے ملتی جلتی ہے۔

اس آیت سے پہلے تورات و انجیل کے نزول کے ذکر کا قرینہ آخر الذکر معنوں کی تعیین میں ایک قوی قرینہ ہے۔ گویا اس جگہ قرآن مجید کے نزول کی ضرورت بتائی گئی ہے اور اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ جب تورات و انجیل منجانب اللہ تھیں تو پھر اب قرآن مجید کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا کہ ایک تو قرآن مجید الفرقان ہے۔ دوسرے اس میں بعض ایسی صداقتیں مذکور ہیں جو تورات و انجیل میں بالکل بیان نہیں ہوئیں اور جو تعلیمات ملتی جلتی ہیں وہ بھی قرآن مجید میں امتیازی اور نمایاں رنگ رکھتی ہیں۔

ھ متشابہ حصہ کتاب کو اہل زیغ فتنہ کا ذریعہ بناتے ہیں وہ خود بھی حقیقت کو نہیں سمجھتے اور عوام کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ حدیث نبوی "ضلوا فاضلوا" کے مصداق ہوتے ہیں۔ متشابہات میں کتاب الٰہی کی آئندہ کی پیشگوئیاں اور جزا و سزا کی کیفیات کا بیان بھی شامل ہے۔ یہ فتنہ پرور لوگ ان کی ایسی ایسی تاویل یعنی واقعاتی صورت اور تصور پیش کرتے ہیں جس سے لوگوں کو ٹھوکر لگے۔ وہ ان بیانات کو حقیقت سے پھیرنا چاہتے ہیں اور اپنے مطلب کے مطابق موڑنا چاہتے ہیں ؛

"الفِردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفِردوس"

۸۵- انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بےنظیر تحفہ

نُورکاجَل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی عہ۔ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔!

حبّ منُور

- معدہ و جگر کیلئے بہترین ٹانک۔ جو معدہ اور جگر کی اکثر امراض کا بہترین علاج ہیں جن میں منُور (خبث الحدید) کو متعدد ایسی ادویہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے جو معدہ و جگر کیلئے بہت مفید ہیں۔
- ان کے استعمال سے کھانا اچھی طرح ہضم ہو کر خون صالح پیدا ہوتا ہے ضعف ہضم، نفخ، اقراقر وغیرہ دُور ہو جاتے ہیں۔
- ضعف جگر، ورم جگر، نفخ جگر و صلابت جگر وغیرہ کا نام و نشان نہیں رہتا۔

خوراک دو گولی صبح و شام بعد غذا ہمراہ عرق کاسنی و سونف۔
قیمت فی شیشی ۶۰ گولی دو روپے علاوہ محصولڈاک و پیکنگ

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار۔ ربوہ

نرخنامہ اشتہارات

آئندہ سے چند صفحات اشتہارات کے لئے مخصوص ہوں گے۔ نرخنامہ حسب ذیل ہے:۔

اُجرت ٹائٹل بیرونی	:	پینتیس ۳۵ روپے	؛	اُجرت نصف صفحہ	پندرہ روپے
" " اندرونی	:	تیس ۳۰ روپے	؛	" ¼ "	آٹھ روپے
" تمام صفحہ	:	پچیس ۲۵ روپے	؛		

(مینجر الفرقان ربوہ)

طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ

فہرست کتب مکتبہ الفرقان ربوہ

نام کتب	قیمت		
حیات طیبہ مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب فاضل	۷	-	-
شان رسول عربی (حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات)	۴	-	-
بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے (مجلد)	۲	۴	-
بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ	۱	۱۲	-
درود و رسائل. فارسی منظوم مصنفہ شیخ محمد احمد صاحب مظہر	۱	۸	-
اسلام پر ایک نظر	-	۱۰	-
رسالہ فتوحات الٰہیہ (مجلد)	۱	-	-
تیوڈسکوری (انگریزی عربی اور اردو کا ٹریکٹ)	-	۴	-
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مجلد)	۴	-	-
حقیقۃ النبوۃ (حصہ اول)	۳	-	-
کلمۃ الحق (شیعوں سے مباحثہ)	-	۸	-
درود شریف	۱	۴	-
اسلام کا اقتصادی نظام	۱	۸	-
نظام نو	۱	۴	-
حیات قدسی (حصہ چہارم)	۲	-	-
حیات قدسی (حصہ اول)	۱	-	-
نبذۃ از کلام احمد علیہ السلام (فارسی) مجلد	-	۱۲	-
مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم	۱	۸	-
قادیانی مسئلہ کا جواب	-	۱۲	-
بجاءِ مسیحا جلد دوم	۲	۴	-
مولانا مودودی کے تحقیقاتی عدالت میں بیان پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ	-	۱۵	-
حیات بقاپوری (حصہ دوم)	-	۱۲	-
مسلمان عورت کی بلند شان (مجلد)	۱	۸	-
ہماری ہجرت اور قیام پاکستان (غیر مجلد)	-	۲	-
اسلامی اصول کی فلاسفی	-	۱۲	-
تبلیغ ہدایت	۴	-	-

محصول ڈاک علاوہ ہے

عملۂ ڈاکخانہ ربوہ کے خلاف شکایات

۱۱ر جولائی کو رسالہ الفرقان کے اسّی کے قریب وی پی کئے جانے والے تھے لیکن ٹوبہ ٹیک سنگھ سے آنیوالے نئے پوسٹل کلرک اور پھر سب پوسٹماسٹر صاحب ربوہ نے یہ کہہ کر وی پی کرنے سے انکار کر دیا کہ ان پر رسالہ جات کی رعایتی شرح کی بجائے پورے ٹکٹ لگائے جائیں۔ انہیں بہت سمجھایا گیا اور میں نے خود جا کر بھی عرض کیا کہ قواعد کے مطابق رسالہ جات کو یہ رعایت حاصل ہے اور دس سال سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ وی پی رک گئے پڑے اور افسران بالا جناب پوسٹماسٹر جنرل لاہور اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانجات لائل پور سے رجوع کیا۔ متعدد خطوط لکھے اور میں خود لاہور گیا۔ اس دوران میں رسالہ "مصباح" (جو خواتین کا رسالہ ہے) سے بھی ایک پیسہ کی بجائے ایک آنہ کے ٹکٹ لگوا کر ڈاکخانہ کے عملہ نے وی پی کئے اور بلا وجہ ایک ادارہ کو نقصان پہنچایا۔

آخر ۲۲ر جولائی کو جناب پوسٹماسٹر جنرل لاہور کی طرف سے تار آیا کہ آپ قواعد کے مطابق رعایتی شرح پر وی پی کر سکتے ہیں۔ اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانجات لائل پور نے اپنے خط میں اطلاع دی کہ قاعدہ ۱۳۲ کے مطابق آپ رعایتی شرح پر وی پی کر سکتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اب ۱۱ر جولائی کے وی پی ۲۳ر جولائی کو جا رہے ہیں۔ اس سے دفتر کو دقت اور نقصان کے علاوہ خریداران کو سخت پریشانی ہوئی ہے جس کے لئے ہم اپنے احباب سے معذرت خواہ ہیں۔ اس جگہ یہ سوال نہایت اہم ہے کہ قواعد سے اتنے ناواقف اور پبلک کو نقصان پہنچانے والے اپنی غلطی کے باوجود اتنے ضدی عملہ کو ربوہ کے ڈاکخانہ میں ہی کیوں متعین کیا جاتا ہے؟ ڈاکخانہ حکومت کا ایک تجارتی شعبہ ہے اس کے کارکنوں کو پبلک سے سلوک کا اچھا نمونہ قائم کرنا چاہیئے۔

ابوالعطاء جالندھری

مینجر رسالہ الفرقان۔ ربوہ